حضرت بری امام سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی حالاتِ زندگی پر نایاب کتاب
سیرت
حضرت بری امام سرکار رحمۃ اللہ علیہ
تالیف:
محمد حسیب القادری
ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

حضرت بری امام سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی حالاتِ زندگی پر نایاب کتاب

سیرت

حضرت بری امام سرکار رحمۃ اللہ علیہ

محمد حسیب القادری

Ph 042 - 7352022
Mob 0300-4477371

111490

نام کتاب: حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ

مصنف: محمد حبیب القادری

پبلشرز: اکبر بک سیلرز

تعداد: 600

قیمت:

ملنے کے پتہ

الف رمضان پوسٹر اندرون بوہڑ گیٹ ملتان

کتب خانہ حاجی مشتاق احمد اندرون بوہڑ گیٹ ملتان

فہرست

انتساب

حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی

المعروف حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے نام

لکھ ہزار کتاباں پڑھیاں پر ظالم نفس نہ مردا ھو

باجھ فقیراں۔ کوئی نہ مارے ایو چور اندر دا ھو

اندر کلمہ قل قل کردا عشق سکھاوے کلماں ھو

چوداں طبقے کلمے اندر چھڈ کتاباں علماں ھو

حرفِ آغاز

اللہ عزوجل کے نام سے شروع جو نہایت ہی مہربان اور رحم والا ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برحق بنا کر بھیجا۔ اللہ عزوجل حجابات کو اٹھانے والا اور ہر شکل وصورت سے بالاتر ہے جس نے اپنی حکمت سے اور اپنی رضا ومنشاء سے تمام مخلوق کو تخلیق فرمایا اور ان مخلوقات میں بنی نوع آدم کو فضیلت عطا کی اور اسے اشرف المخلوقات بنایا۔ اللہ عزوجل نے بنی نوع آدم کو علوم وفنون کے وصف سے نوازا اور اسے زمین پر اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ پھر اللہ عزوجل نے انسانوں کو ہدایت کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیجا جنہوں نے راہِ راست سے بھٹکے ہوئے انسانوں کو اللہ عزوجل کی وحدانیت کی تعلیم دی اور صراطِ مستقیم پر چلنے کی ہدایت کی۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے گروہ کے آخری نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو دین حق کے ساتھ بھیجا جن کی حیاتِ مبارکہ، جن کے اقوال وافعال رہتی دنیا تک کے لوگوں کے لئے ایک بہترین نمونہ ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آگے بڑھایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد اس مشن کو اولیائے عظام نے جاری رکھا۔

دین اسلام کی تبلیغ کے لئے جو کردار اولیائے عظام نے ادا کیا اس کی گواہی تاریخ کے اوراق دیتے ہیں اور یہ اولیائے عظام شریعت اور طریقت دونوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے صحیح جانشین ثابت ہوئے۔ ان حضرات نے اپنی زندگیاں دین اسلام کے لئے وقف کیں اور اپنی زندگیوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے مطابق بسر کیا۔

سرزمین پاک وہند کو یہ شرف حاصل رہا ہے کہ یہاں پر اللہ عزوجل نے بے شمار ایسی ہستیاں پیدا کیں جنہوں نے دین اسلام کی سربلندی کے لئے اپنا تن من دھن قربان

کردیا اور اللہ عزوجل کی وحدانیت اور نبی کریم ﷺ کی سیرت کو عام فہم لوگوں کے دلوں پر اُجاگر کیا اور انسان کی تخلیق کے مقصد کو اُجاگر کیا۔ برصغیر پاک و ہند میں جن اولیاء کرام نے دین اسلام کی سربلندی کے لئے اپنی زندگیاں وقف کیں ان میں ایک نام حضرت شاہ عبداللطیف قادری المعروف حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جن کے روحانی فیوض و برکات سے ایک عالم سیراب ہوا۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کا شمار پنجاب کے قدیم بزرگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے پوٹھوہار کے کفر و شرک میں ڈوبے ہوئے لوگوں کو اللہ عزوجل کی وحدانیت کا پیغام دیا اور نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی تعلیم دی اور دین اسلام کا پرچم اس خطے میں لہرایا۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی شبانہ روز محنت سے لاکھوں لوگ گمراہی کے اندھیروں سے نکلے اور دنیا کے کونے کونے میں اللہ عزوجل کی وحدانیت کا پیغام لے کر اُبھرے۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے علم و عرفان کی جو شمع سینکڑوں سال پہلے بلند کی تھی وہ شمع آج بھی روشن ہے اور ہزاروں تشنگان راہِ حق اس شمع کی روشنی سے منور ہو رہے ہیں اور اس جود و فیض کے چشمے سے اپنی دلی حاجات اور مرادوں کو پورا کر رہے ہیں۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و واقعات کتب سیر میں نہایت ہی قلیل مقدار میں نظر آتے ہیں اور زیادہ تر واقعات کا تعلق صرف سنی سنائی باتوں پر ہے۔ اس کتاب کی تالیف میں میں نے یہ کوشش کی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و واقعات کو صحیح رنگ میں پیش کیا جائے اور من گھڑت باتوں سے گریز کیا جائے۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے ان مقبول بندوں کی سیرتِ پاک اور اقوال و افعال پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

از خاکپائے اولیاء

محمد حسیب القادری

تصوف

"تصوف" کا لفظ صوف سے نکلا ہے اور اس کے لغوی معنی صوف کا لباس پہننے کے ہیں۔ صوف کے معنی اُون کا لباس ہے۔ چونکہ اکثر اولیائے کرام صوف کا لباس پہنتے ہیں اس لئے انہیں صوفی کہا جاتا ہے۔ تصوف کے اصطلاحی معنی تزکیہ نفس، حسن اخلاق اور دل کی پاکیزگی اور اللہ عزوجل کا ذکر کرنے کے ہیں۔ صوفی کی منزل مقصود وصل الٰہی ہے۔ وہ خود کو فنا کر کے ذات حق میں واصل ہوتا ہے۔ اس کی عبادات میں اخلاص ہوتا ہے اور خلق خدا سے محبت اور سادہ زندگی گزارنا اس کا شعار ہوتا ہے۔ علامہ لطفی جمعہ مصری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "فلاسفۃ الاسلام" میں لکھا ہے کہ تصوف لفظ یونانی کلمہ سوف سے متفق ہے جس کے معنی حکمت الٰہی کے ہیں۔

"تصوف" اولیائے کرام کی نظر میں:

سرتاج الاولیاء سلطان المشائخ حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی ہجویری جلابی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول:

> "صفا ولایت کی منزل ہے اور اس کی نشانیاں ہیں اور تصوف صفا کی ایسی حکایت وتعبیر ہے جس میں شکوہ وشکایت نہ ہو اور صفا کے ظاہری معنی تاباں ہیں اور تصوف اس معنی ومفہوم کی تعبیر وحکایت ہے۔"

نیز فرمایا:

> "اخلاق ومعاملات کو مہذب بنانے اور اپنے باطن کو شرک وکفر کی آلودگیوں اور نجاستوں سے پاک کرنے کا نام تصوف ہے۔"

حضور غوث اعظم حضرت شیخ سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''صوفی وہ ہے جو اپنے مقصد کی ناکامی کو خدائے تعالیٰ کا مقصد جانے اپنی مراد کو مرادِ حق کے تابع کردے اور ترکِ دنیا کر کے مقدرات کی موافقت کرنے لگے یہاں تک کہ وہ خادم بنے اور آخرت سے پہلے دنیا ہی میں فائز المراد ہو جائے تو ایسے شخص پر اللہ عزوجل کی جانب سے سلام آنے لگتا ہے اور اس پر سلامتی نازل ہونے لگتی ہے۔''

شیخ طریقت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا!

''اپنے اوپر آسائش کا دروازہ بند کرنا اور محنت اختیار کرنے کا نام تصوف ہے۔''

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق!

''تمام تعلقات دنیا سے الگ تھلگ ہو کر اللہ عزوجل کے حضور حاضر ہونے کا نام تصوف ہے۔''

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ تصوف کی نہایت مختصر اور جامع تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اخلاق حسنہ کا دوسرا نام تصوف ہے۔''

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا تصوف کے بارے میں فرمان ہے:

''نفس کو لوازم عبودیت کی مشق کرانا ہی تصوف ہے۔''

حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کے بقول:

''اعتقادات صحیحہ اور فرائض و سنتوں کی پابندی کے ساتھ تمام اخلاق فاضلہ سے متصف ہونے کا نام تصوف ہے۔''

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ کے بقول:

''کم کھانا اور حق تعالیٰ کے ساتھ آرام پانے کا نام تصوف ہے۔''

حضرت ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق:

''تصوف سراسر ادب کا نام ہے۔''

تصوف اخلاق حسنہ کا نام ہے:

تصوف زہد و اخلاق حسنہ کا دوسرا نام ہے۔ تصوف یہ ہے کہ آدمی ہر وقت اللہ عزوجل کے حاضر و ناظر ہونے پر یقین کامل رکھے اور اس پر وثوق ہونے سے اس سے کسی بھی گناہ کا سرزد ہونا مشکل ہے۔ تصوف وہ علم ہے جو انسان کو ایسی زندگی کی تعلیم دیتا ہے جس سے وہ دنیا میں زہد و تقویٰ اختیار کر کے ظاہری و باطنی ترقی کے راستے پر گامزن ہو جاتا ہے۔ دنیا کی ظاہری و باطنی ترقی کا دارومدار حسن اخلاق پر ہے اور یہی وجہ ہے کہ اولیائے عظام نہایت خلیق اور پرہیزگار ہوتے ہیں۔ صوفی کا حسن اخلاق یہ ہے کہ وہ ہر طرح پابند شریعت و سنت ہو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے!

''میں اخلاق حسنہ کی تکمیل کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔''

اسی لئے ولی کی نشانیوں میں سے ایک نشانی اس کا حسن اخلاق ہوتا ہے کہ جب کوئی اس کے پاس جاتا ہے تو وہ اس کی تعظیم و تکریم کرتا ہے۔

تصوف کی بنیاد:

حضور غوث اعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف کی بنیاد آٹھ چیزوں پر ہے۔

۱۔ سخاوت حضرت ابراہیم علیہ السلام

۲۔ رضا حضرت اسحاق علیہ السلام

۳۔ صبر حضرت ایوب علیہ السلام

۴۔ مناجات حضرت زکریا علیہ السلام

۵۔ غربت حضرت یحییٰ علیہ السلام

۶۔ خرقہ پوشی حضرت موسیٰ علیہ السلام

۷۔ سیاحت و تجرد حضرت عیسیٰ علیہ السلام

۸۔ فقر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

جب تک کسی درویش میں یہ آٹھوں خصلتیں موجود نہ ہوں گی وہ درویش کہلانے کے لائق نہ ہوگا۔

ضابطہ اخلاق:

تصوف میں جن باتوں کی تلقین کی جاتی ہے وہ سب قرآن واحادیث پر مبنی ہوتی ہیں۔ان کی بنیاد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اسوۂ حسنہ ہے۔تصوف کے ضابطہ اخلاق میں جو چیز سب سے پہلی ہے وہ بیعت ہے۔ بیعت کے لغوی معنی ایک چیز کے بدلے دوسری چیز کے ہیں اور اصطلاحی معنی اللہ عزوجل کی معرفت حاصل کرنے کے ہیں۔ بیعت کرنے کے لئے مرشد کامل کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ مرشد کامل اللہ عزوجل کی ذات میں فنا ہو چکا ہوتا ہے اور وہ مرید کو بھی واصل بالحق کرتا ہے۔ چونکہ بندہ طالب اور اللہ عزوجل کی ذات مطلوب ہے اور پیر کامل درمیان میں وسیلہ ہے۔فرمان خداوندی ہے:

"یعنی اللہ تک رسائی کے لئے وسیلہ تلاش کرو۔"

تصوف کے ضابطہ اخلاق میں ایک اہم جزو مراقبہ اور اپنی ذات کا محاسبہ ہے۔ مراقبہ کے لغوی معنی نگرانی اور حفاظت کرنے کے ہیں اور اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ بندہ کو ہر وقت اس بات کا یقین ہونا چاہئے کہ وہ جو کچھ کر رہا ہے اور جو کچھ سوچ رہا ہے اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔ مراقبہ قلبی عمل کا نام ہے جو کہ ہر وقت جاری رہنا چاہئے اس کے لئے خلاف شرع کوئی کام سالک سے سرزد نہ ہو۔اس کے بعد اپنی ذات کا محاسبہ کرنا ہے اور اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لئے آگے کیا بھیجا اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے۔"

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

''اپنے نفسوں کا محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تم سے حساب لیا جائے۔''

اللہ عزوجل کی معرفت کے لئے مجاہدہ بہت ضروری ہے۔ مجاہدہ نفس کو دنیاوی آلائشوں سے پاک کرتا ہے۔ مجاہدہ کے معنی ذکر الٰہی کو جاری رکھنے کے ہیں۔ جو شخص اللہ عزوجل کے ذکر میں اپنے آپ کو مشغول کر لیتا ہے دنیاوی آلائشیں خود بخود اس سے دور ہو جاتی ہیں۔ اس سے نفس کا تزکیہ ہوتا ہے اور جب نفس کا تزکیہ ہو جائے تو بندہ رب کو پا لیتا ہے۔ اس لئے حصول معرفت کے لئے مجاہدہ بہت ضروری ہے۔

تصوف عین اسلام ہے:

حضرت ابن عربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حق تعالیٰ کے وجود کو مطلق کہا ہے اور اس وجود کے تین درجات مقرر کئے ہیں۔

۱۔ احدیت جس سے مراد ذات لاتعین ہے۔

۲۔ وحدت جس سے مراد حقیقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

۳۔ واحدیت جس سے مراد حقیقت انسان ہے۔

یہ خیال رہے کہ وحدت برزخ ہے درمیان احدیت اور واحدیت کے' اس کی ایک جہت احدیت سے بھی وابستہ ہے اور دوسری واحدیت یعنی حقیقت انسان ہے۔ سالک کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ صوفیاء کرام کی متابعت صورتاً اور معناً متابعت رسالت مآب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ پس طالب کے لئے لازم ہے کہ وہ صوفیاء کرام کے احوال واقوال کو سمجھے اور ان پر چل کر سلوک کی تمام منازل کو طے کرے۔

نفس کشی کیسے کی جاتی ہے؟

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز امور میں نفس پر بے جا سختی سے منع فرمایا ہے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

"تیرے نفس کا تجھ پر حق ہے۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

"نفس کی اصلاح کے لئے یہی کافی ہے کہ جو باتیں دوسروں کے لئے ناپسند کرتے ہو ان سے بچو۔"

سرتاج الاولیاء حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی ہجویری جلابی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانِ عالی شان ہے:

"نفس کافر ہے اور اسے حق تعالیٰ کی مدد سے، خاموشی سے، بھوک سے، تنہائی سے، ہر دم خلوت میں اللہ عزوجل کو یاد کرنے سے اور مخلوقات کے ساتھ میل جول کو ترک کر کے ہی ختم کیا جا سکتا ہے۔"

تصوف کی اقسام:

سرتاج الاولیاء حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی ہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ تصوف کی اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تصوف کے ماننے والوں اور اس پر عمل کرنے والوں کی تین اقسام ہیں اور جسے وصل نصیب ہو گیا وہ مقصود کو پانے میں کامیاب ہو گیا اور وہ احوالِ طریقت پر فائز اور لطائف معرفت پر مستحکم ہو گیا۔ وہ صوفی جو حقیقت و معرفت کی منزل سے محروم رہ کر محض رسم و رواج کی چوکھٹ پر بیٹھ گیا اس کے لئے یہی ظاہری رسم و رواج اور طور طریق نے محجوب و مستور بن گیا۔ تصوف ماننے والوں کی اقسام حسب ذیل ہیں۔

۱۔ صوفی، جو خود کو فنا کر کے حق کے ساتھ مل جائے اور خواہشاتِ نفسانیہ کو مار کر حقیقت سے پیوستہ ہو جائے۔

۲۔ متصوف، وہ ہے جو ریاضت و مجاہدے کے ذریعے اس مقام کی طلب کرے اور وہ اس مقام کی طلب و حصول میں صادق رہے۔

۳۔ مستصوف، وہ ہے جو دنیاوی عزت و منزلت اور مال و دولت کی خاطر خود کو ایسا بنائے اور اسے مذکورہ منازل و مقامات کی کچھ خبر نہ ہو۔

اولیاء اللہ کی اقسام:

حضرت خضر علیہ السلام کا فرمان ہے:

''اولیاء تین سو ہیں' نجباء ستر ہیں اور روئے زمین میں اوتاد چالیس ہیں' فہیا دس ہیں' عرفاء سات ہیں' مختار تین ہیں اور ان میں سے ایک غوث ہیں۔''

امیر المومنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فرمانِ عالی شان ہے:

''ابدال تمام روئے زمین پر موجود ہیں اور حضرت خضر علیہ السلام ان کے سردار ہیں۔''

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے بقول:

''اللہ کے کچھ بندے ایسے ہوتے ہیں جنہیں ابدال کہا جاتا ہے۔ یہ حضرات نماز' روزہ' عاجزی وخشوع کی کثرت کی وجہ سے نہیں پہچانے جاتے بلکہ ان کے اس عہدے کی وجہ ان کا زہد وتقویٰ' اچھی نیت' سچائی' امانت و دیانت اور تمام مسلمانوں سے ہمدردی ہے۔ اللہ عزوجل نے انہیں اپنے علم کے لئے منتخب کیا ہے اور یہ ایک وقت میں چالیس ہوتے ہیں۔ جب ان میں سے کوئی اس وقت فوت ہوتا ہے جب اللہ عزوجل اس کا جانشین مقرر کر چکا ہوتا ہے۔ یہ جان لیا جائے کہ یہ لوگ کسی بھی شے کو غلط الفاظ سے یاد نہیں کرتے اور نہ ہی اس پر لعنت وملامت کرتے ہیں۔ یہ لوگ کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتے اور ہمیشہ سب کی بھلائی سوچتے ہیں۔ یہ مزاج میں نرم اور ہوتے اور ان کے دل ہمیشہ خوشنودی خدا کے لئے دھڑکتے ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بقول:

''میری اُمت کے چالیس ابدال ہیں ان میں سے بائیس ملک شام

میں اٹھارہ ملک عراق میں ہیں۔ جب ان میں سے کوئی ایک وفات پاتا ہے تو اللہ عزوجل اس کی جگہ دوسرے کو مقرر کر دیتا ہے اور جب قیامت نزدیک آئے گی تو یہ تمام اٹھا لئے جائیں گے۔"

بروایت حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ:

"حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کے کچھ خاص بندے ہیں جنہیں وہ جنتیوں میں بلند مقام پر رکھے گا اور یہ لوگ وہ ہیں جو اللہ سے مسابقت رکھتے ہیں اور اسے خوش کرنے والے ہوتے ہیں۔ دنیا کی فضولیات اور عیش و عشرت کی انہیں کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ دنیا ان کے نزدیک حقیر ہے اور یہ خیال رکھتے ہیں کہ دنیا میں قیام مختصر ہے اس لئے بعد کے طویل راحت کی تیاری کرتے ہیں۔"

معرفت کی حقیقت:

معرفت کے معنی لغت میں شناخت کے ہیں۔ معرفت کی ابتداء نفس انسانی کی شناخت سے ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے:

"معرفت رأس المال ہے۔"

(رأس المال اس کو کہتے ہیں جس کے بغیر تجارت نہیں ہو سکتی)

سلوک کی ابتداء معرفت سے ہوتی ہے اور انسان کو اس سے اپنے اندر عبد اور خدا کے معبود و مالک ہونے کی شناخت ہوتی ہے۔ معرفت سے دلوں میں ہیبت پیدا ہوتی ہے اور جس کو معرفت حاصل ہو جاتی ہے اس کو خوف خدا بھی سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"میں تم میں سب سے زیادہ اللہ کا عرفان رکھتا ہوں۔"

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"معرفت یہ ہے کہ اپنے آپ میں خصومت اور دشمنی کا ذرہ تک نہ

پائے۔"

خواجہ احمد بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ معرفت کے تین درجے ہیں۔

۱۔ اثبات وحدانیت

۲۔ ماسوا سے قطع تعلق کرنا

۳۔ صرف اسی کی عبادت کرنا

اور جو زیادہ عارف ہوگا اس کے دل میں زیادہ خوف ہوگا۔

حضرت خواجہ احمد خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ کے بقول:

"معرفت کی حقیقت یہ ہے کہ تو حق تعالیٰ کو دل سے دوست رکھے اور زبان سے یاد کرے اور ماسوا سے اپنے خیالات کو ہٹائے۔"

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق:

"معرفت ربوبیت عبارت بود از باز شناختن ذات وصفات الٰہی در حضور تفاصیل احوال وحوادث ونوازل بعد از آنکہ بر سبیل اجمال معلوم شدہ باشد کہ موجود حقیقی وفاعل مطلق اوست۔"

صوفی کی تعریف:

سر تاج الاولیاء حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی ہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ صوفی کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جس نے اپنے دل کو خبث غیر حق کی کدورت سے پاک رکھا وہ صافی ہے اور جس نے محبوب حقیقی یعنی خدائے بزرگ و برتر کو شرک اور غیر کے خیال سے پاک رکھا وہ صوفی ہے۔"

حضور غوث اعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ صوفی دو اقسام میں منقسم ہوتے ہیں۔

اول: ابن الوقت

دوم: ابوالوقت

ولی کی تعریف:

اللہ تعالیٰ اپنے نیک وصالح بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اپنے خصوصی فضل و کرم سے نوازتا ہے اور اسے اپنی قربت عطا کر کے ذرسے آفتاب بنا دیتا ہے اور یہی وہ درجہ مرتبت ہے جسے ولی کہا جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے!

"یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کا مولیٰ ہے۔"

اس مقام پر پہنچ کر بندہ ہر وہ امر بجالاتا ہے جو صرف اور صرف رضائے الٰہی کے تابع ہو اور ہر اس شے سے منہ موڑ لیتا ہے جو اللہ عزوجل کی رضا کے برخلاف ہو۔ وہ ہر اس شے سے بچنے کی کوشش کرتا ہے جس میں اس کی ناراضگی کا خطرہ ہو اور یہ وہ مقام ہے جس میں وہ خود بھی اس شے سے خود کو روکتا ہے بلکہ دوسروں کو بھی رکنے کی تلقین کرتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

"تم میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے:

"کوئی بندہ جب اللہ عزوجل کے فرائض کی ادائیگی سے بڑھ کر کسی اور چیز سے اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ فرائض کے بعد نوافل سے اللہ عزوجل کا مزید قرب حاصل کرتا جاتا ہے حتیٰ کہ اللہ عزوجل اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں اور جب وہ اس کے مقام محبت تک پہنچ جاتا ہے تو وہ اس کی آنکھ، کان، زبان، دل، ہاتھ اور پاؤں بن جاتا ہوں اور وہ اس کے ذریعہ سے سنتا، دیکھتا، بولتا اور چلتا ہے۔"

اسی لئے اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں بھی ارشاد فرمایا:

"بے شک اللہ کے ولیوں کے لئے کچھ خوف ہے نہ غم۔"

بقول علامہ فقیر محمد جاوید قادری رحمۃ اللہ علیہ!

''بندہ جب اس مقام پر پہنچتا ہے تو اسے چاروں جانب اللہ عزوجل کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ ایسے میں رسول اللہ ﷺ کی حب اس کے درجات و مراتب کو بلندی کی طرف لے جاتی ہے اور پھر وہ اللہ عزوجل کی ذات میں غرق ہو کر خود بھی نورِ الٰہی کا پرتو بن جاتا ہے۔''

اور بقول علامہ محمد یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ:

''ولی سے مراد وہ قربت خاص جو بندہ کو اس کی زیادتی اخلاص کی وجہ سے پروردگار عالم سے نصیب ہوتی ہے اور اللہ رب العزت اپنی رحمت اور فضل اور احسان سے اپنے اس بندے کے ہمیشہ قریب ہو جاتا ہے۔ یہ دونوں قرب باہم مل کر ولایت کا خمیر اٹھاتے ہیں اور اس خمیر ولایت سے انسان کو وہ لطف اور راحت حاصل ہوتی ہے جس کو بیان کرنا بے حد مشکل ہے۔''

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ولی کی تعریف یوں فرمائی ہے:

''جو شخص اپنے دل کے کونے میں اپنے پاؤں کسی خزانے پر لگاتا ہے اسے آخرت کی رسوائی کہتے ہیں۔ اس خزانے میں ایک موتی ہے جسے محبت کہتے ہیں اور جسے وہ موتی مل جائے وہ ولی کہلاتا ہے۔''

ولی کی شناخت:

کشف و کرامات کسی ولی کے لئے ضروری نہیں ہوتی کیونکہ صحیح اولیائے کرام کی ان پر نظر نہیں ہوتی اور وہ اپنے مریدوں کو بھی اس راستہ سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''میں نے اللہ عزوجل سے دعائیں کیں دو مقبول ہوئیں اور ایک قبول نہ ہوئی۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ کے ولی سچے اور خوش خلق ہوتے ہیں۔"

ولی اللہ وہ ہوتے ہیں جن کو دیکھنے سے اللہ عزوجل کی یاد آئے اور اچھے آدمی کو دیکھ کر انسان کو اللہ یاد آتا ہے۔ جس کس درجہ سنت پر استقامت ہوگی وہ اسی درجہ کا صاحب کمال ولی ہوگا۔ صاحب تذکرۃ الاخیار لکھتے ہیں:

"ولی کی ولایت یہ ہے کہ اس کا ظاہر کمال شرع پر استقامت رکھتا ہو۔"

حضرت خواجہ جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

"صاحب استقامت ہو نہ کہ صاحب کرامت کیونکہ نفس کرامت چاہتا ہے اور خدا استقامت۔"

درستی عقائد اور اعمال صالحہ سے جو ولایت حاصل ہوتی ہے اس کو ولایت عامہ کہتے ہیں اور یہ ولایت ہر مومن مسلمان کو حاصل ہوتی ہے۔ تکمیل ایمان وتقویٰ اور کثرت عبادت وریاضت سے جو ولایت حاصل ہوتی ہے اس کو ولایت خاصہ کہتے ہیں اور جس کو یہ ولایت حاصل ہو وہ ولی کہلاتا ہے۔

ولی اللہ کی پہچان:

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ اللہ عزوجل جسے اپنا دوست بنا لیتا ہے اسے تین خصلتوں سے نوازدیتا ہے۔

۱۔ دریا کی مانند سخی ہو جاتا ہے۔

۲۔ زمین جیسی عاجزی اور تواضع کرتا ہے۔

۳۔ آفتاب کی طرف مشفق ہو جاتا ہے۔

صاحب قلب وصاحب مقام:

صاحب قلب کا مطلب ہے کہ جو کچھ صوفی کے دل میں جمع ہو چکا ہے اُسے نہ تو اُس کی زبان بیان کر سکتی ہے نہ ہی اُس کے پاس اس کے بیان کے لئے الفاظ موجود ہوتے ہیں۔ علامہ فقیر محمد جاوید قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''فقیر کے دل میں جو کچھ موجود ہوتا ہے اُس کے بیان کے لئے الفاظ کوئی معنی نہیں رکھتے۔''

صاحب مقام ہونے کا مطلب یہ ہے کہ صوفی ارادۂ الٰہی کرنے والوں کے مقامات میں سے کسی ایک مقام پر ٹھہرا ہوا ہے جیسے توبہ' ورع' زہد اور صبر وغیرہ اور جب ان مقامات میں سے کسی ایک میں اُس کی شہرت ہوتی ہے تو اُسے صاحب مقام کہتے ہیں۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''درحقیقت کوئی بندہ اُس وقت تک معرفت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ احوال و مقامات سے نہ گزر جائے۔''

فقیر کی حقیقت اور صادق کی پہچان:

سرتاج الاولیاء حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی ہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ فقیر کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''فقیر کے لئے اپنے مرشد کی رضا سے بڑھ کر کوئی نہیں پس مرشد کے کسی نشان کو تو ہمیشہ ذہن میں رکھ' آدمی حقیقتاً اُسی وقت فقیر ہے جب وہ مسافر' قلاش اور مصیبت زدہ ہو۔''

حضرت سہیل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ صادق کی پہچان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''صادق وہ ہے کہ جس پر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر فرما دے کہ جب نماز کا وقت آئے تو اسے نماز میں مشغول کر دے اور اگر سویا ہوا ہو تو اسے بیدار کر دے۔''

اور حضرت حارث بن محاسبی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

''صادق وہ ہے جسے کسی قسم کا خوف نہ ہو اور جب تم اپنے عزم میں کسی قسم کا کوئی نقص دیکھو تو اپنے آپ پر اطمینان نہ کرو۔ اللہ عزوجل

سے پناہ مانگو اور اس سے مکمل رشتہ جوڑ کر اپنے آپ کو فنا کر دو۔"

فقراء کے قلوب کی کیفیات:

ہادیٔ برحق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے:

"جب انسان کے دل میں نور اترتا ہے تو اس وقت اس کا سینہ کشادہ ہو جاتا ہے۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! اس کی کوئی پہچان ہے؟"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"ایسا شخص غرور کے مکان (دنیا) سے دور بھاگتا ہے اور ہمیشہ کے مکان (آخرت) کی طرف لوٹتا ہے اور موت آنے سے قبل اس کی تیاری کرتا ہے۔"

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

"اللہ عزوجل صوفیائے کرام کے قلوب کو نور کی بینائی عطا فرماتا ہے اور اس بینائی میں اس وقت تک اضافہ ہوتا جاتا ہے جب تک کہ وہ بینائی مکمل طور پر ذاتِ الٰہی کا مظہر نہیں بن جاتی۔"

از روایت تذکرۃ الاولیاء:

"اللہ عزوجل کو پالینے والا خود باقی نہیں رہتا مگر وہ فنا بھی نہیں ہوتا۔ اسی لئے اللہ عزوجل نے ایسے اہل مراتب بندے پیدا کئے ہیں جن کے قلوب اس قدر وسیع ہیں کہ مشرق و مغرب کی وسعت بھی ان کے مقابلے میں ہیچ ہے۔ اللہ عزوجل ان بندوں کو اس مقام پر پہنچا دیتا ہے جہاں سے وہ تمام مقامات کا مشاہدہ کرتے ہیں اور بعض بندوں کو تو ایسے مراتب عطا فرماتا ہے جن کے ذریعے وہ لوحِ محفوظ کا بھی

مشاہدہ کرتے ہیں۔"

فقیر کی پہچان:

ایک مرتبہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ سچے فقیر کی پہچان کیا ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"وہ کوشش کی تلوار سے اپنی تمام مرادوں کو قتل کر دے اور تمام خواہشات کو محبت خداوندی پر تباہ و برباد کر دے اور اللہ عزوجل کی رضا میں راضی رہے۔"

عشق کی اصل وجہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"کوئی بندہ اس وقت حقیقت ایمان تک نہیں پہنچتا جب تک لوگ اس کے بارے میں یہ خیال نہ کرنے لگیں کہ یہ مجنون ہے۔"

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

"جب بھی کسی مجاہد کو اُس کمہار کی طرح دیکھتا ہوں جس کا گدھا گم ہو گیا ہو (اور وہ اُسے ڈھونڈنے چلا ہے) تو اُس کی اصل وجہ اُس کا عشق ہوتا ہے۔"

اخلاص کا مطلب:

اہل معرفت حضرات اخلاق کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"بندہ جب تک مخلوق، کائنات اور اللہ کے علاوہ کے ہر شے کو دل سے نہیں نکال دیتا۔"

فضائل اولیاء بروئے قرآن وحدیث

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"بے شک اللہ کے ولیوں پر کچھ خوف نہ ہوگا اور نہ ہی وہ پریشان ہوں گے۔ جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے ان کے لئے بشارت ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت کی زندگی میں بھی اور اللہ عزوجل کے کلمات میں تبدیلی ممکن نہیں اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔"

یعنی اولیائے کرام کو کسی بھی قسم کا کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی کسی قسم کا کوئی ڈر۔ اولیائے کرام نہ تو دنیا کی کسی چیز کے طالب ہوتے ہیں اور نہ ہی انہیں مال و دولت کی پرواہ ہوتی ہے۔ اللہ عزوجل کے ولی تو اللہ عزوجل کی رضا میں راضی رہتے ہیں اور اس کی مرضی اور منشاء کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے۔ ان کا کھانا پینا، چلنا پھرنا حتیٰ کہ زندگی کے تمام اصول اللہ عزوجل کے بنائے ہوئے اصولوں کے تحت ہوتے ہیں۔ ان کو موت کا ڈر نہیں ہوتا بلکہ موت کو تو وہ اللہ عزوجل کے وصل سے تعبیر کرتے ہیں۔ نتیجہ میں اللہ عزوجل نے ان لوگوں کو بشارت دیتا ہے:

"ڈرو نہیں بے شک تمہیں ہی فوقیت رہے گی۔"

اسی طرح قرآن مجید میں ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"تو وہ لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ عزوجل نے اپنا انعام کیا۔ وہ انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین ہیں اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں اور بے شک فضل اللہ کی طرف سے ہی ہے اور اللہ

بہتر جاننے والا ہے۔"

یعنی یہ وہ لوگ جنہوں نے تزکیہ نفس کیا اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں مقبول ہوئے اور اللہ عزوجل نے انہیں اپنے نیک بندوں میں شامل کیا اور یہ ان پر اللہ عزوجل کا بہت بڑا کرم ہے اور یہ لوگ صالحین میں سے ہیں۔ اسی لئے ایک اور جگہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

"بے شک یہ میرے خاص بندے ہیں اور ان پر تجھے کچھ غلبہ نہیں۔"

یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو اللہ عزوجل کو محبوب رکھتے ہیں اور اللہ عزوجل انہیں محبوب رکھتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

"اور اللہ انہیں دوست رکھتا ہے اور وہ اللہ کو دوست رکھتے ہیں۔"

اللہ عزوجل کے دوست سے مراد یہ ہے کہ جب کوئی ان سے بُرا برتاؤ کرتا ہے تو رب ناراض ہوتا ہے۔ اللہ عزوجل کے دوست جب بھی کچھ بولتے کرتے ہیں تو اس میں ان کی مرضی کی بجائے ان کے رب کی مرضی شامل ہوتی ہے۔ یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر یہ کسی بھی چیز کی قسم کھالیں تو اللہ عزوجل اس کو پورا کرتا ہے اور اللہ عزوجل کے ان مقبول بندوں کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہوتا ہے:

"بہت سے لوگ ایسے ہیں جنہیں دروازوں پر دھکے دیئے جاتے ہیں اور انہیں کچھ حیثیت نہیں دی جاتی لیکن وہ ایسے ہیں کہ اللہ عزوجل پر اعتماد کرتے ہیں اور اگر کسی بات کی قسم کھالیں تو اللہ عزوجل اس کو ضرور سچ کرے۔"

ان لوگوں پر انعام واکرام کی بارشیں ہوتی ہیں اور یہ لوگ اصل میں ہدایت یافتہ اور کامل سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

"اور یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے عنایات اور

رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت والے ہیں۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اللہ عزوجل کی راہ میں تزکیہ نفس کرتے ہیں اور اپنی ذات کا محاسبہ کرتے ہیں اور اپنی زندگیوں کو بروئے قرآن واحادیث اور سنت نبوی ﷺ کے مطابق گزارنے کی کوشش کرتے ہیں اللہ عزوجل کی طرف سے ان پر خاص عنایات کی جاتی ہیں اور ان کے بلند مراتب کے لئے فرشتے دعائیں کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو رب کی طرف سے جو انعام واکرام ملتے ہیں ان کے بارے میں بھی قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

"یہی وہ لوگ ہیں جن کو ان کے صبر کے بدلے میں جنت اولیٰ ملے گی اور وہاں ان کا استقبال سلامتی کے ساتھ ہوگا اور یہ لوگ ہمیشہ اس میں رہیں گے جو کہ قیام کرنے کو ایک عمدہ جگہ ہے۔"

جب روز محشر کے دن صور پھونکا جائے گا تو ہر طرف افراتفری کا عالم ہوگا۔ ہر کوئی پریشانی میں مبتلا ہوگا اور اللہ عزوجل کے یہ لوگ ایسے ہوں گے جن کے استقبال کے لئے فرشتے کھڑے ہوں گے اور انہیں کسی بھی قسم کی کوئی پریشانی لاحق نہ ہوگی اور یہ ان کے رب کی طرف سے ان کے لئے بڑا انعام ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"اے محبوب! آپ لوگوں کو بتا دیجئے تاکہ ہر حال میں اللہ کے شکر گزار بن کر رہیں اور یہ بھی بتا دیں کہ اللہ جن لوگوں کو اپنا کہہ دیتا ہے اُن کی ہر طرح سے حفاظت بھی فرماتا ہے۔"

ارشادِ ربانی ہے:

"انہیں کسی بھی قسم کی پریشانی اور گھبراہٹ غمناک نہ کرے گی اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے اور یہی وہ دن ہوگا جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا۔"

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ عزوجل کے عہد کو سچا کر دکھایا اور اللہ عزوجل کی رسی

کو مضبوطی سے تھامے رکھا اور اللہ عزوجل کے فرمان کے مطابق اپنی زندگیوں کو بسر کیا اور اسوۂ رسول ﷺ پر سختی سے کاربند رہے۔ اپنی زندگیوں کو اللہ عزوجل کی امانت سمجھ کر بسر کیا اور اپنی جان پر ظلم نہیں کیا۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو نیک کام کرتے رہے اور دوسروں کو بھی نیکی کی ترغیب دیتے رہے۔ بُرائی سے روکتے رہے اور خود بھی بُرے کاموں سے دور رہے۔ اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے اور قیامت کے دن پر ایمان رکھا۔ ہر کام اللہ عزوجل کی خوشنودی اور رضا کے لئے کیا اور اپنے دلوں کو کبھی بھی اللہ عزوجل کی یاد سے غافل نہیں ہونے دیا اور ہمہ وقت ذکر باری تعالیٰ میں مشغول رہے۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ عزوجل کے محبوب حضرت محمد ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے: ابن ماجہ میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

"میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کیا میں تم کو یہ نہ بتاؤں کے بہترین آدمی کی پہچان بتاؤں؟ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کیوں نہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے بہترین آدمی وہ ہے کہ جب اسے دیکھو تو اللہ عزوجل کی یاد آئے۔"

اسی طرح بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"جب اللہ عزوجل اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو وہ جبریل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں اور تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس جبریل علیہ السلام بھی اس بندے سے محبت کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمینوں پر اس کی منادی کرا دی جاتی ہے کہ اللہ عزوجل فلاں بندے سے محبت کرتے ہیں لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو اس طرح آسمان والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں اور زمین

والوں میں بھی اس کی مقبولیت بڑھ جاتی ہے۔''

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے:

''تم میں سب سے اچھا وہ آدمی ہے جو اپنی آخرت دنیا کے لئے نہ چھوڑے اور نہ دنیا کو آخرت کے لئے ترک کرے اور نہ دوسروں پر بار ہو۔''

مطلب یہ ہے کہ دنیا میں آدمی اپنے علم واعمالِ حسنہ سے اور حسن تدبیر وغیرہ سے ترقی کے ساتھ دینوی تعلقات کو بھی مستحکم کرے جو اس کے بعد آئندہ آنے والی نسلوں کی ترقی اور خوشحالی کا باعث ہوں لیکن اس کی طلب میں اوامر کی خلاف ورزی نہ کرے۔ خود غرضی اور نفع ذاتی کے جال میں نہ پھنسے اور اپنے ان تعلقات سے دوسروں کو نفع پہنچائے۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں مقبول اور اس کی محبت حاصل کرنے کے لئے ہی ان اولیائے کرام نے اپنے نفس کے خلاف جہاد کیا۔ انہوں نے اتباع شریعت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ اللہ عزوجل کے بتائے ہوئے راستے پر چلے اور کامیاب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس سلسلے میں وحی بھیجی اور فرمایا:

''اے موسیٰ (علیہ السلام)! میرے کچھ بندے ایسے ہوں گے جو کہ مجھ سے ساری جنت کا سوال کریں گے اور میں انہیں عطا کر دوں گا اور اگر وہ دنیا میں مجھ سے تھوڑی سی بھی جگہ مانگیں تو میں انہیں نہ دوں گا اور یہ اس لئے نہیں ہوگا کہ وہ مرے نزدیک ذلیل ہوں گے بلکہ میں آخرت میں ان کے لئے اپنی عنایات کا ذخیرہ کرنا چاہتا ہوں اور انہیں دنیا سے بچانا چاہتا ہوں جیسے چرواہا بکریوں کو بھیڑیئے سے بچاتا ہے۔''

اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان موت کے بعد کے لئے اعمال کرے نہ کہ دنیا کے لئے اور اپنے نفس کی پیروی چھوڑ دے اور اللہ عزوجل سے امید رکھے اور حقوق اللہ اور

حقوق العباد میں کوئی کسر نہ چھوڑے۔ اللہ عزوجل سے ڈرے کہ وہ ہر جگہ موجود ہے اور اسے دیکھ رہا ہے۔ ہر کام اس کی رضا کے لئے کرے۔ صبر کرے کیونکہ صبر کرنے والوں کے لئے اللہ عزوجل کے ہاں بے شمار انعامات ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہوتا ہے:

"ہر شے کی ایک کنجی ہے اور جنت کی کنجی مسکینوں، صادقین و صابرین کی محبت ہے اور وہ روز محشر اللہ عزوجل کے ہم نشین ہوں گے۔"

اولیاء اللہ چونکہ بروئے حدیث رسول اکرم ﷺ اللہ عزوجل کے ہم نشین ہوں گے اس لئے ہم نشینوں کی محفل سے بندے کو قرب الٰہی حاصل ہوگا اور ان کی صحبت میں انسان بھی اللہ عزوجل کے پسندیدہ بندوں اور اس کے دوستوں میں شامل ہو جائے گا۔ ایسے لوگوں کی عبادت چونکہ ریاکاری سے پاک ہوتی ہے اس لئے ان کی محفل کی بدولت اللہ عزوجل کا قرب بھی حاصل ہوتا ہے اور شریعت کا اتباع بھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"اور روکے رکھو اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ جو کہ عبادت کرتے ہیں اپنے رب کی صبح و شام اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں۔ اپنی آنکھیں ان سے نہ ہٹاؤ اور اس کا کہا نہ مانو جس نے اپنے دل کو اللہ کی یاد سے غافل کر لیا۔"

اولیاء اللہ کی شان تو یہ ہے کہ ان کی زبان میں رب خود بولتا ہے کیونکہ وہ اللہ عزوجل کی ذات کے سوا کچھ نہیں چاہتا۔ دنیا کی تمام فاسد چیزیں اس کے دل سے باہر ہو جاتی ہیں اور اللہ عزوجل کی محبت اس کے دل میں سما جاتی ہے۔ پس ولی وہ ہے جو اللہ عزوجل کے ساتھ باقی ہو اور دنیاوی حرص و لالچ اور حسد و بغض سے اس کا دل فارغ ہو چکا ہو۔ صوفی کی جدوجہد میں عزم و استقلال و استقامت ہوتی ہے اور اس کا دل ذاتی اغراض و مقاصد سے پاک ہوتا ہے۔ وہ خدا کے بھروسے اور توکل پر ہر کام کی بنیاد رکھتا ہے۔ الغرض توحید اور حسن خلق یہ دونوں چیزیں ہی تصوف کی روح ہیں اور یہ دونوں چیزیں اعلیٰ درجہ پر اسلام میں

موجود ہیں اور اسلام کے علاوہ کسی بھی مذہب میں یہ چیز موجود نہیں اس لئے متبعین اسلام کے علاوہ اور کوئی تصوف کی حقیقت کا دعویٰ نہیں کرتا۔

علم حقیقت و شریعت کے ارکان:

سرتاج الاولیاء حضور داتا گنج بخش حضرت سیدنا علی ہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم حقیقت اور علم شریعت کے تین تین ارکان ہیں۔

علم حقیقت یعنی باطنی علم کے تین ارکان ذیل ہیں۔

۱۔ ذاتِ باری تعالیٰ اور اس کی وحدانیت اور اس کے غیر سے مشابہت کی نفی کا علم

۲۔ صفاتِ باری تعالیٰ اور اس کے احکام کا علم

۳۔ افعالِ باری تعالیٰ یعنی تقدیر الٰہی اور اس کی حکمت کا علم

علم شریعت یعنی ظاہری علم کے تین ارکان ذیل ہیں۔

۱۔ کتاب یعنی قرآن مجید

۲۔ اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنا

۳۔ اجماعِ اُمت

حضرت ابو علی ثقفی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

''جہالت اور تاریکی کے مقابلہ میں دل کا علم زندگی اور آنکھوں کا نور ہے۔''

حضرت ابوبکر وراق رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

''جس نے صرف علم کلام پر اکتفا کیا اور زہد نہ کیا وہ زندیق ہے اور جس نے علم فقہ پر قناعت کی اور تقویٰ نہ اختیار کیا تو وہ فاسق ہے۔''

خلافت سلاسل صوفیہ

حضرت سیّد محمد گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف جامع الکلام میں صوفیاء کے طبقاتِ سلاسل کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی خلافت دو قسموں کی تھی۔

ا۔ خلافت صغریٰ:

خلافت صغریٰ ظاہری خلافت کو کہتے ہیں اور اس خلافت کے بارے میں اُمت مسلمہ میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

۲۔ خلافت کبریٰ:

خلافت کبریٰ جو کہ باطنی خلافت ہے اور یہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مخصوص ہے۔

خلافت سلاسل صوفیاء:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جو مختلف سلاسل خلافت صوفیائے کرام شروع ہوئے ان کا مختصر تعارف مندرجہ ذیل ہے۔

زیدی:

یہ سلسلہ حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے اور حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور اور حضرت خواجہ کمیل بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلہ میں بیعت ہوئے۔

عیاضیاں:

یہ سلسلہ حضرت خواجہ افضل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے جو کہ حضرت خواجہ

عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ کے مرید وخلیفہ تھے۔

ادہمی:

یہ سلسلہ حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے۔ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کو خرقہ خلافت حضرت خواجہ خضر علیہ السلام' خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ سے ملا۔

ہبیرہ:

یہ سلسلہ حضرت خواجہ ابوہبیرہ امین الدین بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے۔ ان کو خرقہ خلافت حضرت خواجہ خذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ سے ملا تھا جو حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے۔

چشتیاں:

یہ سلسلہ حضرت خواجہ علی دینوری رحمۃ اللہ علیہ سے شروع ہوا جو کہ حضرت خواجہ ازبوہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے۔ حقیقت میں یہ سلسلہ حضرت خواجہ ابواسحٰق شامی رحمۃ اللہ علیہ سے شروع ہوا جو حضرت خواجہ علی دینوری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے اور انہی کے حکم سے چشتی کہلوائے۔

عجمی:

یہ سلسلہ حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے۔

طیفوریہ:

یہ سلسلہ سلطان العارفین حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے جن کا نام طیفور ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ' سیّدنا حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے۔

کرخی:

یہ سلسلہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے جن کی کنیت ابومحفوظ ہے اور

آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام علی موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے۔

سقطی:

یہ سلسلہ حضرت خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے۔

جنیدی:

جنیدی سلسلہ سیّد الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے شروع ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے۔

گاوَزنی:

یہ سلسلہ حضرت ابو اسحٰق گاوَزنی رحمۃ اللہ علیہ سے جا ملتا ہے جو کہ حضرت ابو عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے۔

سہروردی:

یہ سلسلہ حضرت شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے جا ملتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ وجیہہ الدین ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے۔

طوسی:

یہ سلسلہ حضرت شیخ علاؤ الدین طوسی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے جو کہ حضرت شیخ ابو نجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے۔

فردوسی:

حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ سے شروع ہونے والا سلسلہ ہے جو کہ حضرت شیخ ابو نجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے۔

قادریہ غوثیہ:

اس سلسلہ کے بانی حضور غوث اعظم حضرت سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں

اور یہ سلسلہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے شروع ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ ابو سعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے۔

لیویہ:

اس کے بانی حضرت خواہ احمد لیوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو کہ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے۔

نقشبندیہ:

اس سلسلہ کے بانی حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امیر کلان رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے۔

نوریہ:

یہ سلسلہ حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے جن کا اسم گرامی حضرت احمد بن محمد رحمۃ اللہ علیہ تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے۔

خضرویہ:

یہ سلسلہ حضرت احمد خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ سے شروع ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ' حضرت خواجہ حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے۔

شطاریہ:

یہ سلسلہ بھی حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے۔ ہندوستان میں اس سلسلہ کے بانی حضرت عبداللہ شطاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو کہ حضرت شیخ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے۔

بخاریہ:

یہ سلسلہ سادات کرام بخارہ سے منسوب ہے اور ہندوستان میں اس کے بانی حضرت سیّد جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

زاہدیہ:

یہ سلسلہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین زاہد رحمۃ اللہ علیہ سے شروع ہوا جو کہ حضرت خواجہ فخر الدین زاہد رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے۔

انصاریہ:

یہ سلسلہ حضرت خواجہ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے جو کہ پیر ہرات کے نام سے مشہور تھے اور حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے۔

صفویہ:

یہ سلسلہ حضرت شیخ صفی الدین اسحاق اور حضرت بیلی رحمۃ اللہ علیہم سے شروع ہوا جو حضرت شیخ زاہد ابراہیم گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے۔

عیدروسیہ:

یہ سلسلہ حضرت میر سیّد عبداللہ المکی العیدروس رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے جو کہ حضرت شیخ ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے۔

قلندریہ:

یہ سلسلہ چند سلسلوں کے لوگوں پر مشتمل ہے جو کہ مختلف سلاسل سے تعلق رکھتے ہیں اور اپنے آپ کو شرف قلندریہ سے منسوب کرتے ہیں۔

بیان اہل مجاہدہ، اہل محاسبہ اور اہل معاہدہ

غوث الوریٰ محبوبِ خدا حضور غوث اعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنے والے اور اپنے نفس کا محاسبہ کرنے والے اور اولوالعزم کے لئے دس خصائل ہیں اور وہ ان پر مداومت کرتے ہیں۔ پس جب وہ بحکم خداوندی انہیں قائم اور مضبوط کر لیتے ہیں تو بلند مراتب پر فائز ہوتے ہیں۔

۱۔ پہلی خصلت یہ ہے کہ بندہ ارادی طور پر یا بھول کر اللہ عزوجل کی قسم نہ کھائے کیونکہ جب وہ اس خصلت کو اپنی ذات میں مضبوط کر لیتا ہے اور اپنی زبان کو اس کا عادی بنا لیتا ہے تو یہ بندہ ہر طرح کے غیر ارادی اور غیر فطری حلف سے باز رہتا ہے اور جب وہ اس خصلت کا عادی ہو جاتا ہے تو اللہ عزوجل اپنے انوار و تجلیات کا ایک دروازہ کھول دیتا ہے جس سے سالک اپنے بھائیوں، ہمسایوں اور رشتہ داروں میں بزرگی حاصل کر لیتا ہے یہاں تک کہ جو اسے جانتے ہیں وہ اس کی اقتداء کرتے ہیں اور جو اسے دیکھتے ہیں وہ اس سے ہیبت کھاتے ہیں۔

۲۔ دوسری خصلت یہ ہے کہ بندہ جھوٹ بولنے سے بچے اگرچہ مذاق میں ہی کیوں نہ ہو۔ جب وہ ایسا کرے گا اور اس خصلت کو اپنی ذات میں مضبوط کرے گا تو اس کی زبان کو سچ بولنے کی عادت پڑ جائے گی اور اللہ عزوجل اس کے سینہ کو کشادگی عطا فرما دیں گے۔ جب سالک کا سینہ روشن ہو جائے گا تو وہ کذب سے بچ جائے گا۔

۳۔ تیسری خصلت یہ ہے کہ اگر کسی سے کوئی وعدہ کیا ہے تو وہ وعدہ پورا کرنے کی

کوشش کرے یعنی وعدہ خلافی نہ کرے۔ سالک کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ وعدہ کرنے سے ہر ممکن اجتناب برتے کیونکہ امر ولایت کے لئے یہ زیادہ قوی ہے کیونکہ وعدہ خلافی جھوٹ کی ہی ایک قسم ہے۔ جب سالک اس خصلت میں بھی قوی ہو جائے گا تو اللہ عزوجل اس کے لئے سخاوت کے دروازے کھول دے گا اور حیاء کا دروازہ اس کے لئے کھول دیا جائے گا۔

۴۔ چوتھی خصلت یہ ہے کہ سالک مخلوق میں سے کسی شے پر لعنت کرنے سے یا کسی شے کو نقصان پہنچانے سے پرہیز کرے کیونکہ یہ صفت صدیقین کے اخلاق میں سے سب سے بہترین خلق ہے۔ جب سالک اس خصلت پر قوی ہو جاتا ہے تو اللہ عزوجل اسے دنیا میں اپنی حفاظت میں رکھتا ہے اور اس کے درجاتِ اخروی کو بھی بلند فرماتا ہے اور اسے اپنے قرب سے نوازتا ہے۔

۵۔ پانچویں خصلت یہ ہے کہ سالک مخلوق میں سے کسی کے لئے بھی بددعا نہ کرے خواہ وہ اس پر کتنا بھی ظلم کیوں نہ کرے۔ جب سالک اس خصلت کو پالیتا ہے تو دنیا و آخرت میں اعلیٰ مقام، تمام مخلوق کے قلوب میں اس کے لئے محبت، قبولیت دعا اور اُمورِ خیر میں عزت پالیتا ہے اور یہ خصلت سالک کے درجاتِ عالیہ کو بلندی کی طرف لے جاتی ہے۔

۶۔ چھٹی خصلت سالک کے لئے یہ ہے کہ وہ کسی بھی انسان پر کفر و شرک کی شہادت نہ دے اور جب وہ ایسا کرے گا تو رحمت الٰہی کے زیادہ قریب ہو جائے گا اور یہ خصلت سالک کو تمام مخلوقات پر رحمت کرنا بطورِ وراثت عطا کرتی ہے اور یہ خصلت کمال اتباعِ سنت ہے۔

۷۔ ساتویں خصلت یہ ہے کہ گناہوں میں سے کسی بھی گناہ کی جانب نگاہ نہ کی جائے اور اپنے ظاہر و باطن کو گناہ سے پاک رکھے۔ جب سالک اس خصلت پر حاوی ہو جاتا ہے تو یہ خصلت اس کے لئے آخرت کی بھلائی کا بھی ذخیرہ رکھتی ہے۔

۸۔ آٹھویں خصلت یہ ہے کہ مخلوق میں سے کسی پر بھی بوجھ نہ ڈالا جائے بلکہ تمام مخلوق کا بوجھ خود اٹھایا جائے۔اس خصلت کے باعث سالک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر قوت پاتا ہے اور اس کے نزدیک بادشاہ و گدا سب برابر ہو جاتے ہیں۔سالک کو یہ خصلت مقامِ اخلاص تک لے جاتی ہے اور یہ اہل ایمان و اہل تقویٰ کی خصلت ہے۔

۹۔ نویں خصلت یہ ہے کہ وہ مخلوق سے اپنا تعلق ختم کر لے اور اپنے نفس کو چیزوں کی لالچ اور طمع سے آزاد کر دے۔سالک مخلوق کی بجائے اللہ عزوجل پر توکل کرے اور یہ خصلت زاہدوں کی ہے اور اس خصلت کی بدولت سالک کو عبادت میں لذت و قرب حاصل ہوتا ہے اور پرہیزگاری حاصل ہوتی ہے۔

۱۰۔ دسویں خصلت یہ ہے کہ سالک کے لئے ضروری ہے کہ وہ تواضع کرے کیونکہ اس سے اس کا محل مضبوط ہوگا اور اس کی منزل بلند ہوگی۔سالک جب اس خصلت پر قوی ہو جاتا ہے تو اللہ عزوجل اور مخلوق کے نزدیک اس کی عزت و بلندی مکمل ہو جاتی ہے اور دنیا و آخرت میں وہ جس چیز کا بھی ارادہ کرتا ہے اس پر قادر ہو جاتا ہے اور یہ خصلت تقویٰ کا کمال ہے۔

معرفت کا بیان

سورۃ الانعام میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

''انہوں نے اللہ عزوجل کی قدر نہ جانی جیسا کہ اس کی قدر کا حق ہے۔''

اور نبی کریم ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے:

''اگر تمہیں اللہ عزوجل کی معرفت کما حقہ حاصل ہوتی تو تم دریاؤں پر خشک قدم چلتے اور تمہاری دعاؤں سے پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جاتے۔''

معرفت قلب کی صفائی اور دل کے آئینہ سے نفس کا حجاب دور کرنے سے حاصل ہوسکتی ہے پھر قلب کے آئینہ میں جمال کنز مخفی سر لب قلب میں مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ حدیث قدسی میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

''میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا کہ وہ میری معرفت حاصل کریں۔''

اس حدیث قدسی سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ اللہ عزوجل نے انسان کی تخلیق صرف اسی مقصد کے لئے فرمائی ہے کہ انسان اللہ عزوجل کی حقیقت کو پہچانے۔

معرفت الٰہی کی دو اقسام ہیں۔ ایک قسم علمی اور دوسری حالی ہے۔

معرفت کے دلائل:

علمی معرفت دنیا و آخرت کی تمام نیکیوں کی جڑ ہے جو بندے کے لئے ہر وقت اور ہر حالت میں تمام چیزوں سے افضل ہے۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

''ہم نے جن و انس کو اپنی معرفت ہی کے لئے پیدا کیا مگر اکثر لوگ

اس سے ناواقف ہیں۔''

معرفت کی حقیقت یہ ہے کہ دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ زندہ ہو اور سالک کا باطن ماسوائے اللہ سے خالی ہو اور ہر ایک کی قدر و منزلت معرفت سے ہے اور جسے معرفت حاصل نہیں ہے وہ بے قیمت ہے اسی لئے تمام علماء و فقہاء علم کی صحت اور درستگی کو معرفت الٰہی سے منسوب کرتے ہیں اور تمام مشائخ طریقت' حال کی صحت اور اس کی درستگی کو معرفت الٰہی سے تعبیر کرتے ہیں اور اسی بناء پر وہ معرفت کو علم سے افضل کہتے ہیں کیونکہ صحت حال' صحت علم کے بغیر ممکن نہیں اور صحت علم کے لئے صحت حال لازم امر ہے یعنی بندہ اس وقت تک عارف نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ عالم بحق نہ ہو اور عالم کے لئے یہ ممکن ہے کہ وہ عارف نہ ہو اور جو لوگ اس معنی اور حقیقت سے ناواقف اور بے خبر ہیں ان کا تعلق خواہ کسی بھی طبقہ سے کیوں نہ ہو ان سے مناظرہ کرنا بے فائدہ ہے اور یہی لوگ طریقت کے منکر ہیں۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے معرفت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''میں نے اللہ عزوجل کو اسی کی مدد سے پہچانا اور ماسویٰ اللہ کو اسی کے نور سے جانا۔''

چنانچہ سورۃ الانعام میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

''جو شخص مردہ تھا اسے ہم نے زندہ کر دیا۔''

مخلوق حصولِ معرفت الٰہی میں عاجز ہے اور اس ضمن میں حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

''اللہ تعالیٰ پر اس کے سوا کوئی دلیل نہیں علم تو عبادت کا طریقہ سیکھنے کے لئے حاصل کرتے ہیں۔''

یعنی مخلوق میں کسی کو یہ طاقت حاصل نہیں کہ وہ بندے کو خدا تک پہنچا دے لہٰذا جب معرفت الٰہی بجز دوامی حیرانی عقل نہیں و عنایت الٰہی کو اپنی طرف متوجہ کرنا بندے کے

اپنے اختیار میں کیوں کر ہوگا؟ چنانچہ سالک کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ ہر چیز کو اللہ کی ملکیت سمجھے اور جب سالک یہ جان لے گا کہ ہر چیز اللہ ہی کی ملکیت ہے اور اسی کے تصرف میں ہے تو پھر اسے مخلوق سے کسی بھی قسم کا کوئی واسطہ نہیں رہے گا۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"معرفت کی حقیقت اللہ تعالیٰ کا اسرار پر مطلع کرنا اور اپنی معرفت کے نور سے سرفراز فرمانا ہے۔"

مطلب یہ کہ حق تعالیٰ اپنی عنایت سے بندے کو اپنے انوار سے آراستہ کرے اور اسے تمام آفتوں سے محفوظ کر دے۔ چنانچہ جب بندے کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی مخلوق کا اثر باقی نہ رہے گا تو وہ اسرارِ الٰہی سے واقف ہوتا رہے اور ہمہ وقت مشاہدہ تجلی نور میں گم رہے گا۔ اس ضمن میں حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

"حیرت دوام ہی تو حقیقی معرفت ہے۔"

یعنی جسے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوگئی وہ بات کم کرے گا اور اس کی حیرت دائمی ہوگی اس لئے کہ عارف کو اس کی ہستی و وجود میں شک کی کوئی گنجائش اور اس کی کیفیت میں عقل کو کوئی دخل نہیں رہے گا۔ جبکہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"معرفت یہ ہے کہ تم جان لو کہ خلق کی تمام حرکت و سکون اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔"

یعنی حق تعالیٰ کی حقیقت سے بندہ سوائے عجز کے کوئی نشان نہیں رکھتا اس لئے کہ عجز اس کی طلب ہے اور جب تک طالب اپنی صفت اور اسباب پر قائم ہے اس وقت تک اس پر عجز کا اطلاق ہوتا رہے گا اور جب وہ اپنے اوصاف سے تجاوز کر جاتا ہے تو اسے مرتبہ فنا حاصل ہو جاتا ہے۔

صوفیاء کی کیفیات

صوفیاء کے اندر جو کیفیات پائی جاتی ہیں ذیل میں ان کا بیان مختصراً کیا جا رہا ہے۔

حال:

حال اسے کہتے ہیں جو چیز صاف ذکر کے ذریعے باطن میں داخل ہوتی ہے اور پھر زائل نہیں ہوا کرتی اور اگر وہ زائل ہو جائے تو اسے حال نہیں کہہ سکتے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> ''حال ایسی کیفیت کا نام ہے جو کہ ایک وقت میں آتی ہے تو دل میں رضا اور تفویض وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ اس وقت سالک کا حال اور وقت اُس کے لئے صاف ہو جاتے ہیں اور پھر یہ کیفیت ختم ہو جاتی ہے۔''

مقام:

یہ اس کیفیت کا نام ہے جو مختلف اوقات میں قائم ہوتی ہے جیسے مقامِ صابرین اور مقامِ متوکلین وغیرہ۔ یہ معاملات' مجاہدات اور ارادت میں بندے کے ظاہر و باطن کے ساتھ منسلک رہتی ہے۔ چنانچہ جب تک بندہ اپنی کسی چیز میں کامل طور پر قائم رہتا ہے تو وہ اس کا مقام کہلاتی ہے اور پھر وہ اپنے اس مقام سے منتقل ہو کر کسی اور مقام کی طرف چلا جاتا ہے۔

مکان:

یہ کیفیت کامل لوگوں کی کیفیت ہے اور انتہائی مقام والوں کو حاصل ہوتی ہے اور

جب سالک اپنے مقصد میں کامل ہو جاتا ہے تو اسے ایک خاص مکان مل جاتا ہے کیونکہ وہ مقامات و احوال کو عبور کر چکا ہوتا ہے اور پھر سالک ''صاحب مکان'' بن جاتا ہے۔ علامہ فقیر محمد جاوید قادری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

''میرے دل میں تیرا امکان پورے دل پر حاوی ہے' اس میں تیرے سوا کسی اور کو کوئی جگہ نہیں مل سکتی۔''

مشاہدہ:

مشاہدہ باہم قریب ہونا اور ایک دوسرے کے پاس ہونے کا نام ہے۔ مکاشفہ اور مشاہدہ دونوں کے معنی قریب کے ہیں لیکن کشف کا معنی زیادہ کامل ہوتا ہے۔ حضرت عمرو بن عثمان مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''مشاہدہ کی ابتداء یہ ہوتی ہے کہ جیسے جیسے بارگاہِ الٰہی میں حضوری کھلتی جاتی ہے ویسے ہی پردۂ غیب میں یقین کی کئی کیفیتیں بارگاہِ الٰہی کی طرف اُٹھتی ہیں اور دل کو غیوب ڈھانپے ہوتے ہیں تو وہ اپنی دائمی حضوری کے لئے اجازت مانگ رہا ہوتا ہے۔''

اشارہ:

اشارہ اُس کیفیت کو کہتے ہیں جسے الفاظ کے ذریعے بیان کرنا مشکل ہے اور اس کا معنی لطیف ہو۔ حضرت ابو علی روذباری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ہمارا یہ علم ''اشارہ'' پر مبنی ہوتا ہے اور جب یہ الفاظ میں آجائے تو یہ علم پوشیدہ ہو جاتا ہے۔''

رمز:

رمز باطنی معنی کو کہتے ہیں جو ظاہری کلام کی تہہ میں پوشیدہ ہوتی ہے اور صرف رمز کرنے والا ہی اس سے واقف ہوتا ہے۔ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جب وہ بولتے ہیں تو اُن کی رمزوں کے نشانے تمہیں عاجز کر دیتے ہیں اور اگر وہ سکوت کر لیں تو اُن کی ملاقات ممکن نہیں ہوتی۔''

ایک اور صوفی کا قول ہے:

''جو شخص ہمارے مشائخ کے رموز سے واقف رہنا چاہتا ہے تو اُسے اُن کے خطوط اور مراسلات میں نظر دوڑانی ہو گی کیونکہ اُن کے رموز اُن کی کتابوں میں نہیں بلکہ اُن کے خطوط و مراسلات میں ہوتے ہیں۔''

شاہد:

وہ کیفیت جو سالک کو غائب ہونے والی چیزیں دکھائے شاہد کہلاتی ہے یعنی ان اشیاء کے موجود ہونے پر تمہارا دل حاضر ہو اور شاہد کا لفظ ''حاضر'' کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے جب شاہد کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''شاہد اللہ تعالیٰ ہی ہے جو تیرے دل اور باطن میں ہے اور انہیں جانتا ہے۔''

ایک اور صوفیؒ کا قول ہے:

''ہر شے کا کوئی شاہد ہوتا ہے جو بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد ہے۔''

مشہود:

وہ چیز جو شاہد کو موجود کرے مشہود کہلاتی ہے۔ حضرت ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

''شاہد حق تعالیٰ ہوتا ہے اور ''مشہود'' کائنات کو کہتے ہیں۔''

وارد:

دل پر ظاہر ہونے والی بادی کیفیت کے بعد ظاہر ہونے والی کیفیت کو وارد کہتے

ہیں اور اس کا اپنا فعل ہوتا ہے جبکہ بادی کا اپنا فعل و دخل کوئی نہیں ہوتا کیونکہ بوادی کیفیات وارد ہونے کیفیات کی ابتداء میں ہوتی ہے۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

"حق تعالیٰ کی طرف سے جب وارد ہوتا ہے تو دلوں کو بے چین کر دیتا ہے۔"

خاطر:

ایسی کیفیت جو باطن میں حرکت پیدا کرتی ہے اور یہ پتہ نہیں چلتا کہ کب شروع ہوئی اور جب یہ دل میں کھٹکتی ہے تو برقرار نہیں رہتی بلکہ کسی اور کیفیت کے آتے ہی زائل بھی ہو جاتی ہے۔

واقع:

وہ کیفیت جو سالک کے دل پر برقرار رہتی ہے اور کسی دوسری کیفیت کے آنے سے زائل نہیں ہوتی۔ حضرت شیخ ابوالطیب شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شیخ سے مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا:

"مجھے اُمید ہے کہ اس سوال کا جواب تم پر "واقع" ہو جائے گا۔"

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حضرت خیر النساج رحمۃ اللہ علیہ آئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"پہلا خیال آتے ہی آپ کیوں نہ آ سکے؟"

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی وجہ یہ تھی کہ حضرت خیر النساج رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں بار بار یہ خیال آتا جا رہا تھا کہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ اُن کے دروازے پر آ چکے ہیں اس خیال کو وہ بار بار جھٹکتے رہے اور پھر گھر سے نکلے۔

عارض:

عارض اس کیفیت کا نام ہے جو دلوں اور باطن کو شیطانی خیالات اور نفسانی

خواہشات کی طرف سے لاحق ہو۔ چنانچہ جو کیفیت بھی نفس، دشمن خدا اور خواہشاتِ نفسانی کی طرف سے دل پر وارد ہوگی وہ عارض کہلائے گی کیونکہ ان دشمنوں کے سوا کوئی اور کیفیت اولیاء اللہ کے دلوں پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ ایک صوفی کا قول ہے:

''چغلی کھانے والے میرے دل میں ایسے اُمور سے آئے ہیں جن کی وجہ سے میرا دل اپنے ظاہر اور باطن میں بے چین ہو چکا ہے۔''

حیرت:

حیرت واضح کیفیت کا نام ہے جو عارفوں کے دلوں پر وارد ہوتی ہے اور جب وہ اللہ عزوجل کے بارے میں سوچ بچار کرتے ہیں اور اس کی ذات میں غور و فکر کرتے ہیں تو بارگاہِ الٰہی میں ان کی حضوری ہوتی ہے۔ حضرت ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''وہ حیرت جو اچانک وارد ہو جاتی ہے، اس وقفہ سے بہتر ہوتی ہے جو حیرت آنے کے لئے رکاوٹ بنے۔''

صفت:

صفت اُس کیفیت کا نام ہے جو اپنے موصوف سے جدا نہیں ہوا کرتی چنانچہ جسے موصوف کہہ دیا جائے اسے غیر موصوف نہیں کہا جا سکے گا۔

کشف:

کشف اُس چیز کا واضح ہو جانا جو فہم انسانی سے پوشیدہ ہوتی ہے چنانچہ بندے کے سامنے وہ ایسے واضح ہوتی ہے جیسے وہ آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ حضرت ابو محمد جریری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

''جو شخص اللہ اور اپنے درمیان تقویٰ اور مراقبہ کا عمل نہیں کرتا وہ کشف اور مشاہدہ کا مرتبہ حاصل نہیں کر سکتا۔''

حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''آنکھوں کا مکاشفہ دکھلانے سے تعلق رکھتا ہے اور دلوں کا مکاشفہ وارد کے ساتھ اتصال سے ہوتا ہے۔''

رویت القلوب:

جب سالک کو حقائق ایمان حاصل ہونے پر انوارِ یقین کی روشنی میں دلوں کا غیب اور چھپی ہوئی چیزیں نظر آتی ہیں تو اسے رویت القلوب کہتے ہیں۔ امیر المومنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جسے ہم دیکھ ہی نہ سکیں اُس کی عبادت کیسے کریں گے؟ اللہ کو یہ ظاہری آنکھیں تو اس دنیا میں نہیں دیکھ سکتیں البتہ حقائق ایمان حاصل ہونے پر دل اسے دیکھ سکتے ہیں۔''

حجاب:

حجاب اس پردہ کا نام ہے جو مطلوب ومقصود شے اور طالب وقاصد شخص کے درمیان حائل ہو۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے تھے:

''تو مجھے جس شے کا عذاب بھی دینا چاہتا ہے دے لے لیکن میرے سامنے پردے کی ذات کا عذاب نہ دے۔''

جبکہ حضرت محمد بن علی کتانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

''ثواب کو دیکھنا حجاب سے حجاب ہوتا ہے اور حجاب کو دیکھنا تعجب میں پڑنے اور غرور سے حجاب ہوتا ہے۔''

اختیار:

اس میں اُس چیز کی طرف اشارہ ہے جو اللہ بندے کے لئے پسند کرتا ہے اور بندہ اُسے اس لئے پسند کرتا ہے کہ یہ اللہ کی اُس پر عنایت ہے اور یوں وہ وقت آ جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ اُس کے لئے پسند کرتا ہے یہ بھی اُسے پسند کرتا ہے، اپنے نفس کی پسند نہیں رہ جاتی۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جب تک بندہ معرفت حاصل کر رہا ہوتا ہے' اُسے کہا جاتا ہے پسند نہ کرو' کیونکہ جب تمہیں معرفت حاصل نہیں ہو جاتی' تم اِس کیفیت کے امین نہ ہو گے اور پھر جب وہ معرفت حاصل کر لیتا ہے تو اُسے کہا جاتا ہے' اب چاہو تو پسند کرو نہیں تو نہ کرو' کیونکہ اب تم پسند کرو گے تو ہماری وجہ سے کرو گے اور ترک کر دو گے تو ہماری پسند سے ترک کر دو گے' اب تمہاری پسند اور ناپسندیدگی ہمارے ساتھ ہے۔"

نسبت:

ایک ایسی حالت کہ جس سے صاحب حال کی پہچان ہو سکے اور شہرت ہو یعنی یہ شخص اُس کی طرف منسوب ہو۔

نسبت کی دو اقسام

حضرت جعفر طیاسی رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"نسبت دو طرح کی ہوتی ہے' ایک تو نسبت خطوط کہلاتی ہے اور دوسری نسبت حقوق۔"

علامہ فقیر محمد جاوید قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جب مخلوق غائب ہو جاتی ہے تو حقیقت کا ظہور ہو جاتا ہے اور جب حقیقت کا ظہور ہو گیا تو پھر حقیقت غائب ہو گئی۔"

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے غریب کے بارے میں پوچھا تو فرمایا!

"غریب وہ شخص شمار ہوتا ہے جس کا دنیا میں کوئی صاحب نسبت نہیں ہوتا۔"

حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

"ہر وہ شے جو ہماری آنکھوں سے نظر آ جائے اُس کی نسبت علم سے

ہوگی (معلوم ہوگی) اور جب اُسے دل معلوم کرلیں تو اُس کی نسبت یقین سے ہوگی۔ (یعنی اُس کا یقین ہوجائے گا)''

حضرت عمرو بن عثمان مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اسرار کے کہا جانے کا مطلب یہ ہے کہ نہ تو یہ دیکھے میں قائم ہوں اور نہ ہی ان میں کسی شے کی طرف نسبت دکھائی دے۔''

صاحب اشارہ:

صاحب اشارہ اُس شخص کو کہتے ہیں جس کے کلام میں لطائف' اشارات اور معارف کا علم موجود ہو۔

امتحان:

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امتحان ہوتا ہے جو اللہ کی طرف متوجہ ہونے والوں کے دلوں کو اللہ سے ہٹاتا ہے۔

تجلی:

اللہ کے بندے پر توجہ کے ان انوار کا دلوں پر روشن ہونا جو اُس کی طرف توجہ کرنے والوں کے دلوں پر چمکتے ہیں۔

حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے لئے مخلوق ہی کے ذریعے ظہور پذیر ہوا اور پھر اُسی مخلوق ہی کے لئے ستر میں ہوا۔''

حضرت ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

''اہل حق کے مراتب میں کمی بیشی' فناء' رویت اور تجلی جیسی کیفیتوں کی کمی بیشی کے مطابق ہوتی ہے۔''

حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''حسن والی اشیاء میں حسن و جمال اللہ کی تجلی ہی سے آتا ہے اور ان میں قباحت و بدصورتی، تجلی کے چھپ جانے پر ہوتی ہے۔''

ذوق:

ذوق کے بارے میں حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

''اللہ تعالیٰ جب اپنے بندوں کو اپنی محبت کا جام پلانا چاہتا ہے تو انہیں اس کی لذت دیتا ہے اور وہ پیالہ اُن کے منہ سے لگا دیتا ہے۔''

مختصر تعارف

شیخ المشائخ، سلطان السالکین، رئیس العاشقین، شیخ العارفین، شاہ اہل تصوف، بری از آفت تکلف، ولی کامل حضرت شاہ عبداللطیف قادری المعروف حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کا شمار سرزمین پاک و ہند میں سلسلہ عالیہ قادریہ کے نامور اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق سادات گھرانے سے تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۲۶ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کا نام سیّد محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کا شمار اپنے دور کے نابغہ روزگار اولیاء اللہ میں ہوتا تھا۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی غلام فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا تھا۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد بزرگوار حضرت سیّد محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی اور انہی کی زیر نگرانی قرآنِ پاک اور ابتدائی تعلیم مکمل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار کی شروع سے ہی یہی خواہش رہی تھی کہ اُن کا بیٹا بڑا ہو کر دین اسلام کا نام روشن کرے اس لئے انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم و تربیت میں کسی بھی قسم کی کوئی کسر نہ چھوڑی اور اس دور کے تمام بڑے بڑے علمائے دین اور اولیائے عظام کی صحبتوں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو فیضیاب کیا۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی شادی ضلع ہزارہ کے ایک گاؤں راہی سیّداں کے سادات گھرانے میں ہوئی۔ شادی کے کچھ عرصہ بعد اللہ عزوجل نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بیٹی سے نوازا جو بچپن میں ہی فوت ہوگئی۔ اس سانحہ کے کچھ عرصہ بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ بھی

وصال فرما گئیں اور یوں آپ رحمۃ اللہ علیہ دنیاوی پابندیوں سے آزاد ہو گئے۔ بیوی اور بیٹی کی وفات کے بعد حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ تارک الدنیا ہو گئے اور پیر و مرشد کی تلاش شروع کر دی۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات حضور غوث الاعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے حضرت جمال اللہ حیات المعروف بالا پیر رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی جن کے دست حق پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت کی سعادت حاصل اور سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ حسن اخلاق، نیک عادات و خصائل اور سیرت و کردار میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا نمونہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر ایک سے شفقت اور مہربانی سے پیش آتے تھے۔ عاجزی و انکساری آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور غرور و تکبر نام کی کوئی چیز بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزاج میں شامل نہ تھی۔ لوگوں سے خوش اخلاقی سے پیش آتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ جو کوئی بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پہلی مرتبہ ملتا وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ دوبارہ ملنے کی خواہش ضرور رکھتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے انہی اوصاف حمیدہ کی وجہ سے لوگ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت کی سعادت حاصل کرنے لگے۔

شیخ المشائخ حضرت امام بری رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۱۷۱ھ میں ۹۱ برس کی عمر میں اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو وصیت کے مطابق نور پور شاہاں میں ہی سپردِ خاک کیا گیا جہاں آج بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے اور آج بھی ہزاروں لوگ مزارِ پاک پر حاضر ہو عقیدت کے نذرانے پیش کرتے ہیں۔

نام ونسب

نام:

آپ کا اصل نام شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ ہے مگر آپ اپنے لقب بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کا نام حضرت سیّد محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ تھا جو کہ اپنے دور کے جید عالم دین اور نامور صوفی تھے۔ حضرت سیّد محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ زاہد، متقی، صوم و صلوٰۃ کے پابند اور پیر باصفا تھے۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت بی بی غلام فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا تھا۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق سادات گھرانے سے تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد عراق سے ہجرت کر کے راولپنڈی کی تحصیل گوجر خان کے ایک قصبہ سیّد میں آ کر آباد ہوئے اور یہیں رہائش اختیار کی۔

سلسلہ نسب:

حضرت شاہ عبداللطیف قادری المعروف حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب اکتیس (۳۱) واسطوں سے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے جا ملتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب حسب ذیل ہے۔

۱۔ حضرت شاہ عبداللطیف قادری المعروف حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ بن حضرت سیّد محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ بن حضرت سیّد احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ بن حضرت سیّد بودلا شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ بن حضرت سیّد سکندر شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ بن حضرت سیّد عباس شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ بن حضرت سیّد عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ بن حضرت سیّد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ بن حضرت سیّد آدم شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔ بن حضرت سیّد علی شیر رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔ بن حضرت سیّد عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔ بن حضرت سیّد وجیہہ الدین رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔ بن حضرت سیّد محمد ولی رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔ بن حضرت حضرت سیّد محمد ثانی الغازی رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۔ بن حضرت سیّد رضا دین رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۔ بن حضرت سیّد صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۔ بن حضرت سیّد محمد احمد سابق رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۔ بن حضرت سیّد ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۔ بن حضرت سیّد پیر بر بریاں رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۔ بن حضرت سیّد سلطان عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۔ بن حضرت سیّد اسحاق ثانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۔ بن حضرت سیّد موسیٰ اول حسن زاہد رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۔ بن حضرت سیّد محمد عالم رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۔ بن حضرت سیّد قائم عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۔ بن حضرت سیّد شاہ محمد اول رحمۃ اللہ علیہ

۲۶۔ بن حضرت سیّد شاہ اسحاق الموفق رحمۃ اللہ علیہ

۲۷۔ بن حضرت سیّد امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ

۲۸۔ بن حضرت سیّد امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ

۲۹۔ بن حضرت سیّد امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ

۳۰۔ بن حضرت سیّد امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ

۳۱۔ بن شہید کربلا حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

۳۲۔ بن امیر المومنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد میں حضرت سیّد حسین شاہ مشہدی رحمۃ اللہ علیہ قصبہ سیّد سے ہجرت کر کے تحصیل چکوال ضلع جہلم کے ایک قصبہ چولی کرسال میں آ کر رہائش پذیر ہوئے۔ یہ قصبہ سیّد سے قریباً ۲۵ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

ولادت باسعادت

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۲۶ھ بمطابق ۱۶۱۷ء میں قصبہ چولی کرسال تحصیل چکوال ضلع جہلم میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سیّد محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی اولاد تھے۔ جس وقت حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ اس دنیا میں تشریف لائے اس وقت برصغیر پاک و ہند میں مغل بادشاہ جہانگیر کی حکومت تھی۔

قصبہ چولی کرسال:

قصبہ چولی کرسال چکوال شہر سے قریباً پانچ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ چولی کرسال کے لوگ بڑے محنتی اور جفاکش ہوتے ہیں۔ بھیڑ بکریاں اور بار برداری کے لئے اونٹ پالنا ان کا پیشہ ہے۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت جس مکان میں ہوئی تھی وہ مکان آج بھی قصبہ چولی کرسال میں محفوظ ہے اور زیارت گاہ ہر خاص و عام ہے۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت کی بدولت قصبہ چولی کرسال کو جو فضیلت عطا ہوئی اس پر یہاں کے لوگ آج بھی فخر کرتے ہیں۔

ابتدائی تعلیم وتربیت

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے والد محترم حضرت سیّد محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے زیرِ سایہ شروع کی۔ حضرت سیّد محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کی تعلیم وتربیت میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور یہی وجہ تھی کہ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے چھوٹی عمر میں ہی قرآن پاک کی تعلیم مکمل کر لی۔ چونکہ گھر کا ماحول نہایت ہی مذہبی تھا اس لئے اس کا اثر حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ پر بھی ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ بچپن سے ہی دین اسلام کے ارکان سے آگاہ ہو گئے اور نماز پنجگانہ باقاعدگی سے ادا کرنے لگے۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کا بچپن عام بچوں کے بچپن سے قطعی مختلف تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنا وقت دوسرے بچوں کی طرح کھیل کود میں برباد نہ کرتے تھے بلکہ مویشیوں کو لے کر گاؤں سے دور جنگل میں چلے جاتے تھے۔ اس دوران مویشی اِدھر اُدھر چرنا شروع کر دیتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ عبادت الٰہی میں مشغول ہو جاتے۔ جب شام ہوتی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ مویشیوں کو ہانک کر دوبارہ گھر لے جاتے تھے۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی دینی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بچپن سے ہی جھوٹ بولنے اور گالی گلوچ سے سخت نفرت تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بچپن سے ہی ہر قسم کی لغو باتوں سے دور رہے۔ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم حضرت سیّد محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت کا ہی اثر تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت کبھی بھی برائی کی طرف مائل نہ ہوئی اور ہمیشہ نیکی کے کاموں میں پہل کرتے رہے اور اس کا نمایاں اثر بعد میں آگے چل کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان سے ایک عالم سیراب ہوا۔

باغ کلاں آمد:

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک ابھی صرف دس برس ہی تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم حضرت سیّد محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ چولی کرسال سے ترک سکونت کر کے باغ کلاں موجودہ آبپارہ اسلام آباد میں آ کر رہائش پذیر ہوئے۔ حضرت سیّد محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے باغ کلاں آمد کے بعد بھی اپنا آبائی پیشہ کھیتی باڑی اور گلہ بانی کا کام جاری رکھا۔ باغ کلاں آمد کے بعد بھی حضرت سیّد محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے فرزند اکبر حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کو مویشی چرانے کے لئے قریبی جنگل میں بھیج دیتے تھے۔

حضرت سیّد محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے باغ کلاں آنے کے بعد بھی حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم و تربیت میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور باقاعدگی سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دینی تعلیم سے آراستہ کرتے رہے۔ یوں حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے شب و روز دینی تعلیم کے حصول اور مویشی چرانے میں بسر ہونے لگے۔ یہ حضرت سیّد محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی محنت شاقہ کا ہی نتیجہ تھا کہ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کا رجحان بچپن سے ہی مالک حقیقی کی جانب مبذول ہوا اور اس چھوٹی سی عمر میں ہی اللہ عزوجل نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبانِ مبارک میں تاثیر پیدا کر دی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جو بھی دعا فرماتے وہ قبول ہو جاتی۔

باغ کلاں میں قیام کے دوران ایک مرتبہ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ حسب معمول مویشی چرانے کے لئے قریبی جنگل چلے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مویشیوں کو چرنے کے لئے کھلا چھوڑ دیا اور خود ایک گوشہ تنہائی میں عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ اس دوران مویشی چرتے چرتے قریبی کھیت میں گھس گئے اور ساری فصل تباہ کر دی۔ کھیت کے مالک نے جب ساری صورتحال دیکھی تو اسے بہت غصہ آیا۔ چونکہ سارا علاقہ حضرت سیّد محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خاندان کی عزت کرتا ہے اس لئے اُس نے حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کو تو کچھ نہ کہا مگر غصے کے عالم میں حضرت سیّد محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا کر سارا ماجرا بیان کر دیا۔

حضرت سیّد محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ اُس کھیت کے مالک کے ہمراہ اُس جگہ پہنچے جہاں

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ عبادت میں مشغول تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کیا تو وہ چونک کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جانب متوجہ ہوئے اور کہنے لگے: بابا جان! میں جنت الفردوس کی سیر کر رہا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے واپس بلوالیا۔حضرت سیّد محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بیٹا تمہاری غفلت کی وجہ سے اس شخص کی ساری فصل مویشیوں نے برباد کردی ہے اور یہ تمہاری شکایت لے کر میرے پاس آیا ہے۔حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے والد بزرگوار کی بات سن کر فرمایا: بابا جان! آپ رحمۃ اللہ علیہ خود جا کر ملاحظہ فرمالیں اس کی فصل کو کچھ بھی نہیں ہوا۔

حضرت سیّد محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب بیٹے کی یہ بات سنی تو اُس شخص کے ہمراہ اُس کے کھیتوں کی جانب گئے۔جب آپ رحمۃ اللہ علیہ وہاں پہنچے تو کھیت بالکل صحیح سلامت تھے اور اُن کو کچھ نقصان نہ پہنچا تھا۔کھیت کا مالک بھی یہ تمام ماجرا دیکھ کر حیران پریشان رہ گیا۔ حضرت سیّد محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہارے کھیت تو بالکل صحیح سلامت ہیں اور تم میرے بیٹے کی شکایت لگانے میرے پاس آ گئے۔

غور غشتی روانگی:

جب حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد کے زیر سایہ رہ کر ابتدائی تعلیم و تربیت سے فارغ ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مزید دینی تعلیم کے حصول کے لئے غور غشتی ضلع اٹک بھیج دیا جو اس وقت اسلامی علوم وفنون کا ایک بہترین مرکز تھا اور دنیا بھر سے مسلمان اس جگہ حصولِ علم کے لئے تشریف لاتے تھے۔حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کا داخلہ حضرت سیّد محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے غور غشتی کے سب سے مشہور مدرسے میں کرایا جہاں رہ کر حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کی تفسیر' فقہ' حدیث' منطق' ریاضی' علم الادب' علم معانی' علم طب اور دیگر اسلامی علوم میں کمال حاصل کیا۔حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے غور غشتی کی اس درسگاہ سے حصولِ علم کی تمام منازل بخوبی طے کیں اور اپنے اساتذہ کرام کی روحانی صحبتوں سے بھی فیضیاب ہوئے۔

حصولِ علم کے لئے مختلف ممالک کی سیاحت:

غور غشتی کے مدرسے سے حصولِ علم کے بعد حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں مزید علوم اور کسب روحانی کا شوق بڑھ گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد محترم حضرت سید محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت سے کشمیر، بدخشاں، مشہد مقدس، نجف الشرف، کربلا معلیٰ، بغداد شریف، بخارا، مصر اور دمشق کے طویل سفر پر روانہ ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس سیاحت کے دوران بے شمار علماء سے اکتسابِ فیض حاصل کیا اور بے شمار اولیاء اللہ کی روح پرور محافل سے فیضیاب ہوئے۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بے شمار اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری دی اور اُن سے روحانی فیوض و برکات حاصل کئے۔ مختلف ممالک کی سیاحت کرتے کرتے حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ حجازِ مقدس تشریف لے گئے اور مکہ مکرمہ پہنچ کر حج بیت اللہ کی سعادت سے مشرف ہوئے۔

حج بیت اللہ کی سعادت کے بعد حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ حضور نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر حاضر ہوئے اور درود و سلام کے نذرانے پیش کئے۔ مدینہ منورہ میں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ واپس اپنے وطن روانہ ہوئے۔ جس وقت حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ واپس باغ کلاں پہنچے اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک صرف پچیس برس تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اس مختصر سی عمر میں ایک دنیا کا سفر کر کے واپس لوٹ رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس علمی سفر میں ہر مکتبۂ فکر کے لوگوں کی زندگیوں کا مطالعہ کیا اور اس سفر سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی استعداد میں مزید اضافہ ہو گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی زندگی میں ایک مرشد کامل کی کمی شدت سے محسوس کرنے لگے۔

مرشد پاک کی خدمت میں

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ جب سیر و سیاحت کے بعد باغ کلاں واپس آئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں مرشد کامل کی تڑپ بڑھ گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف بزرگانِ دین کی خدمت میں حاضری دی اور کسب فیض حاصل کیا۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ حجرہ شاہ مقیم میں حضرت سید جمال اللہ حیات المیر المعروف بالا پیر قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو حضور غوث اعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے تھے۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت بالا پیر قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو دل بے قرار کو سکون نصیب ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بالا پیر قادری رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی سعادت حاصل کی اور مرشد کامل کی خدمت میں رہ کر روحانی فیوض و برکات حاصل کیے اور خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت بالا پیر قادری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی تربیت میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو منزلِ مقصود سے ہمکنار کرایا۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مرشد پاک کا دامن ایسا پکڑا کہ اپنے دل کو پوری طرح غیر اللہ سے جدا کر دیا اور ایسے ایسے مجاہدات کیے کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف ''سیف الملوک'' میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ریاضت اور عبادت و تبلیغی کارناموں کو خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔

حضرت سیّد جمال اللہ حیات المیر المعروف بالا پیر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سیّد جمال اللہ حیات المیر المعروف بالا پیر قادری رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیّد نصر قادری رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی اور حضور غوث اعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہیں۔ حضرت سیّد جمال اللہ حیات المیر المعروف بالا پیر قادری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق حضرت شاہ ابوالمعالی قادری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ شکل وصورت اور عادات واطوار میں حضور غوث اعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مشابہ تھے اور حضور غوث اعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بے پناہ محبت تھی۔

خزینۃ الاصفیاء کے مصنف مفتی غلام سرور لاہوری نے حضرت شاہ ابوالمعالی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے تحریر کیا ہے کہ حضور غوث اعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بالا پیر قادری رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں پروردگارِ عالم سے حیاتِ جاوداں کے لئے دعا فرمائی تھی جسے اللہ عزوجل نے قبول فرما لیا تھا اور حضرت بالا پیر قادری رحمۃ اللہ علیہ ابھی تک حیات ہیں۔

صاحب مخازن صفات الاولیاء حضرت بالا پیر قادری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب حضرت بالا پیر قادری رحمۃ اللہ علیہ سے عمر کے متعلق سوال پوچھا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور غوث اعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ مجھے وفورِ محبت میں گود میں اٹھا لیتے تھے اور اپنے ساتھ چمٹاتے ہوئے فرماتے تھے کہ تمہاری ملاقات حضرت امام مہدی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوگی تم انہیں میرا سلام کہنا۔

تحقیقاتِ چشتی کے مطابق! حضرت بالا پیر قادری رحمۃ اللہ علیہ ۵۲۲ھ بمطابق ۱۱۲۸ء

کو پیدا ہوئے۔ حضرت بالا پیر قادری رحمۃ اللہ علیہ لاہور بھی تشریف لائے تھے اور یہاں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان عام ہوا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لاہور میں قبرستان میانی صاحب کے احاطہ میں قیام فرمایا تھا اور اس جگہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت محکم الدین شاہ مقیم قادری حجروی رحمۃ اللہ علیہ دست بیعت ہوئے تھے۔ حضرت محکم الدین شاہ مقیم قادری حجروی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ اور بھی کئی نابغہ روزگار ہستیاں حضرت بالا پیر قادری رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت ہوئیں اور سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد بلند روحانی مراتب پر فائز ہوئیں۔ حضرت بالا پیر قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور خلفاء میں حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کا نام نمایاں ہے۔

ازدواجی زندگی

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ سلوک و معرفت کی منازل طے کرنے کے بعد جب باغ کلاں اپنے گھر واپس تشریف لائے تو والدین کے اصرار پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شادی ضلع ہزارہ کے ایک گاؤں راہی سیّداں کے معزز سادات گھرانے کے سربراہ حضرت سیّد نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی حضرت سیدہ دامن خاتون رحمۃ اللہ علیہا سے کرادی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں شادی کے لئے رضامندی کا اظہار کر دیا۔ شادی کے کچھ عرصہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی زوجہ محترمہ کے ہمراہ موضع لنگو تشریف لے گئے جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قریباً آٹھ برس قیام کیا۔ اس دوران اللہ عزوجل نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بیٹی سے نوازا جو بچپن میں ہی انتقال فرما گئی۔ بیٹی کے وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ حضرت سیّدہ دامن خاتون رحمۃ اللہ علیہا بھی وصال فرما گئیں اور یوں آپ رحمۃ اللہ علیہ گھریلو ذمہ داریوں سے آزاد ہو گئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مکمل توجہ عبادت و ریاضت الٰہی کی جانب مرکوز کر دی اور اپنا زیادہ تر وقت عبادت الٰہی میں بسر کرنے لگے۔

نیلاں ندی میں چلہ کشی

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ زوجہ اور بیٹی کی وفات کے بعد کچھ عرصہ موضع کنگرہ میں قیام پذیر رہے بعدازاں آپ رحمۃ اللہ علیہ موضع لںلاں بھوتو میں تشریف لے گئے اور اس گاؤں کے قریب واقع نیلاں ندی کے کنارے عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ قریباً بارہ برس تک نیلاں ندی کے پانی میں کھڑے ہو کر چلہ کشی میں مصروف رہے۔ اس دوران مسلسل چلہ کشی کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ انتہائی لاغر اور کمزور ہو گئے۔

کتب سیر میں منقول ہے کہ بارہ برس بعد حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد پاک حضرت بالا پیر رحمۃ اللہ علیہ جو کہ ان دنوں حسن ابدال میں مقیم تھے وہ نیلاں ندی تشریف لائے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نیلاں ندی کے پانی سے باہر نکالا۔ اس دوران مسلسل چلہ کشی کی وجہ سے حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ چلنے پھرنے سے عاجز تھے۔ حضرت بالا پیر رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پانی سے باہر نکالا اور اپنے گھر لے گئے جہاں انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خوب خاطر تواضع کی۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے اس مرید کے پاس ستر بھینسیں تھیں اور وہ ہر روز آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بھینس کا دودھ پلاتا تھا۔ جس بھینس کا دودھ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کرتا تھا وہ بھینس اگلے روز مر جاتی تھی۔ مرید چونکہ اپنے عقیدے کا پختہ تھا اس لئے اُس نے اس بات کا تذکرہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے نہ کیا مگر جب اُس کی آخری بھینس بھی مر گئی تو وہ بے حد پریشان ہو گیا کہ اب وہ مرشد پاک کی خدمت میں دودھ کہاں سے پیش کرے گا۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے اس مرید نے اپنے رشتہ داروں اور گاؤں

کے دیگر لوگوں سے دودھ مانگنے کی کوشش کی مگر انہوں نے یہ کہہ کر دودھ دینے سے انکار کر دیا کہ کہیں اُن کی بھینسیں بھی مرنا شروع نہ ہو جائیں۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کو جب اگلے روز دودھ نہ ملا تو انہوں نے اپنے مرید سے دودھ نہ ملنے کی وجہ دریافت کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید نے تمام ماجرا گوش گزار کر دیا کہ کس طرح اُس کی تمام بھینسیں مر گئی ہیں اور اب صرف ایک بھینسا ہی باقی بچا ہے۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ جاؤ وہ بھینس ہے اس کا دودھ لے آؤ۔ اُس مرید نے جب جا کر بھینسوں کے باڑے میں دیکھا تو واقعی وہ بھینس ہی تھی۔ اُس نے دودھ دوہا اور مرشد پاک کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اگلے روز وہ بھینسا بھی دیگر بھینسوں کی طرح مر گیا۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کا وہ مرید پریشانی کی حالت میں خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ وہ آخری بھینسا بھی اب مر گیا۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ تم نیلاں ندی کے کنارے چلے جاؤ اور اپنی بھینسوں کو نام لے کر پکارتے جاؤ مگر خبردار پلٹ کر نہ دیکھنا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مرید آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے مطابق نیلاں ندی کے کنارے جا کر بھینسوں کو پکارتا گیا اور ہر آواز پر ایک بھینس ندی سے نکل کر باہر آتی گئی۔ جب تمام بھینسیں ندی سے باہر نکل آئیں تو اُس نے بھینسے کا نام لے کر پکارا تو وہ بھینسا بھی ندی سے باہر نکل آیا۔ اس دوران اُس مرید نے اچانک پیچھے مڑ کر دیکھ لیا جس سے وہ بھینسا پتھر کا بن گیا۔ وہ مرید اپنی غلطی پر بے حد نادم ہوا مگر اس بات پر خوش بھی تھا کہ اُس کی باقی تمام بھینسیں واپس زندہ سلامت آ گئی تھیں۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت آج بھی موجود ہے اور وہ بھینسا آج بھی پتھر کا بنا ہوا نیلاں ندی کے کنارے موجود ہے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چلہ گاہ لوئی دندی سے اوپر پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے۔

نور پور آمد

موضع للاں بھوتو میں کچھ دن رہنے کے بعد حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ جب صحت یاب ہو گئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ باغ کلاں اپنے گھر واپس تشریف لے گئے اور قریبی جنگل میں عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ باغ کلاں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ ایسی باتوں اور عادتوں کا ظہور ہوا جو آپ رحمۃ اللہ علیہ نہیں کرنا چاہتے تھے مگر ان باتوں اور عادتوں کا چرچا اس قدر ہوا کہ دور دور سے لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آنے لگے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہمہ وقت لوگوں کا ایک ہجوم رہنے لگا جسے سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت میں خلل پیدا ہونا شروع ہو گیا۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے اس ساری صورتحال سے پریشان ہو کر تمام حالات اپنے والد محترم کے گوش گزار کر دیئے۔ حضرت سیّد محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایسی باتوں سے اجتناب برتنے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ چور پور جو کہ بعد میں نور پور شاہاں کے نام سے مشہور ہوا تشریف لے گئے اور نور پور میں ویرانوں اور جنگلوں میں عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔

جغرافیائی اور تاریخی پس منظر نور پور شاہاں:

نور پور شاہاں سرزمین پوٹھوہار راولپنڈی شہر سے قریباً بارہ میل شمال کی جانب اور پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد سے قریباً دو میل کے فاصلے پر ایک چھوٹی سی ندی کے کنارے آباد ایک گاؤں ہے۔ اس گاؤں کے پانچ محلے ہیں اور یہ گاؤں انہی پانچ محلوں پر مشتمل ہے۔

۱۔ محلہ کمال پور ۲۔ نوری باغ ۳۔ ڈھکی محلہ

۴۔ محلہ حویلی ۵۔ محلہ سائنی

نور پور شاہاں جانے کے لئے راولپنڈی صدر بازار راولپنڈی راجہ بازار اور فیض آباد سے ویگنیں چلتی ہیں جو نور پور شاہاں کے ویگن اڈہ پر اتارتی ہیں۔ نور پور شاہاں نے بھی وقت کے ساتھ کافی ترقی کر لی ہے اور اب یہاں پرانے اور کچے مکانات کی جگہ پختہ مکانات نظر آتے ہیں۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے اردگرد ایک دورویہ بازار ہے جہاں ضروریاتِ زندگی کی ہر چیز میسر ہوتی ہے۔

کتب سیر میں منقول ہے کہ اس جگہ کا اصل نام پہلے "کہاوت" تھا اور اسے گکھڑ قوم نے آباد کیا تھا۔ چونکہ یہ سارا علاقہ پہاڑوں اور گھنے جنگلات پر مشتمل تھا اس لئے اردگرد کے علاقوں کے جرائم پیشہ افراد نے ان پہاڑوں اور جنگلات میں اپنے ٹھکانے بنا رکھے تھے۔ ان جرائم پیشہ افراد میں رہزن، چور اور ڈاکو شامل تھے جو ہر آنے جانے والے کو لوٹ کر ان پہاڑوں اور جنگلات میں فرار ہو جاتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ رات کے وقت اس گاؤں سے کوئی بھی نہ گزرتا تھا اور ان چوروں، ڈاکوؤں کے خوف کی وجہ سے اس گاؤں کا نام "کہاوت" سے چور پور مشہور ہو گیا۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ جب چور پور تشریف لائے اور یہاں قیام پذیر ہوئے تو گکھڑ قوم کے راجہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق و اطوار سے متاثر ہو کر سارا گاؤں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بطور نذرانہ پیش کر دیا اور صرف کچھ زمین اپنے اور قوم کے دیگر لوگوں کے گزر اوقات کے لئے پاس رکھ لی۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے اس سارے علاقے میں اسلام کا پرچم بلند کیا اور لوگوں کو اللہ عزوجل کی وحدانیت کا درس دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی برکت کی وجہ سے اس گاؤں کا نام چور پور سے نور پور شاہاں میں بدل گیا۔

نور پور شاہاں تعمیر اسلام آباد سے پہلے راولپنڈی شہر کے تھانہ بارہ کہو میں شامل تھا اور اس کے شمال میں مارگلہ کا پہاڑی سلسلہ ہے جو اس خطے کو ہزارہ ڈویژن سے علیحدہ کرتا ہے۔ نور پور شاہاں کے مغرب میں رتہ ہوتا ہے اور اس سے آگے سید پور۔ سیّد پور کے مکین

اسلام آباد بننے کے بعد اُجڑ گئے اور ترنول جا کر آباد ہوئے۔نور پور شاہاں کے جنوب میں موضع کٹاریاں واقع تھا اور جب اسلام آباد بنا تو یہاں کے مکین بھی اڈا پیر ودہائی کے نزدیک نیو کٹاریاں میں جا کر آباد ہوئے۔جس جگہ موضع کٹاریاں واقع تھا وہاں اب پاکستان وزارتِ خارجہ کے دفاتر ہیں۔نور پور شاہاں کے مشرق میں موضع نزیل واقع ہے۔

دعوتِ حق:

حضرت بری امام عشاللہ نے نور پور شاہاں میں رشد و ہدایت کا سلسلہ اس شان سے شروع کیا کہ چور اور ڈاکو آپ عشاللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کرنے لگے اور آپ عشاللہ کی شبانہ روز کی محنت سے سارا خطہ اسلام کی روشنی سے منور ہو گیا۔آپ عشاللہ نے لوگوں کو راہِ راست پر لانے کے لئے اپنے عمل اور کردار سے متاثر کیا اور انہیں اسلامی تعلیمات سے آگاہی بخشی۔اللہ عزوجل کی وحدانیت اور نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کا درس دیا۔اس مقصد کے لئے آپ عشاللہ نے نور پور شاہاں میں مختلف درسگاہیں قائم کیں جہاں پر آپ عشاللہ نے مختلف اساتذہ کرام کو درس قرآنِ پاک اور دینی تعلیم کے لئے بلوایا اور خود بھی گاہے بگاہے ان مدارس میں وعظ و تلقین کے لئے جاتے رہتے۔حضرت بری امام عشاللہ چونکہ ایک عالم باعمل تھے اس لئے اللہ عزوجل نے آپ عشاللہ کی زبان مبارک میں یہ تاثیر فرمائی تھی کہ آپ عشاللہ جو کچھ بیان کرتے وہ سننے والوں کے اذہان میں محفوظ ہو جاتا۔لوگ آپ عشاللہ کے عمل و کردار سے ایسے متاثر ہوتے کہ ایک مرتبہ خدمت میں حاضر ہونے کے بعد وہ آپ عشاللہ سے دوبارہ ملنے کی خواہش رکھتا۔حضرت بری امام عشاللہ نے بھی لوگوں کو راہِ راست پر لانے کے لئے انہیں اسلامی تعلیمات سے منور کیا۔اس دوران آپ عشاللہ اکثر اوقات گاؤں سے باہر نکل کر پہاڑوں اور جنگلوں میں عبادت کی غرض سے تشریف لے جاتے تھے۔

نور پور شاہاں میں قیام کے دوران حضرت بری امام عشاللہ کے والدِ محترم حضرت سیّد محمود شاہ عشاللہ باغ کلاں سے تشریف لائے۔حضرت بری امام عشاللہ نے جب والد

بزرگوار کو دیکھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ فرطِ جذبات سے اُن کے سینے سے لگ گئے۔ حضرت سیّد محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے جب اپنے فرزند کو دیکھا تو بے قرار ہو گئے اور کہنے لگے کہ بیٹا! اب تم گھر واپس چلو تمہاری والدہ بھی تم سے ملنے کے لئے بے قرار رہتی ہیں اور ان کی صحت بھی اب ٹھیک نہیں رہتی۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً عرض کیا کہ ابا جان! اب میں گھر کے اندر نہیں رہ سکتا البتہ میں والدہ محترمہ کی قدم بوسی کے لئے ضرور حاضر خدمت ہوں گا۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کا جواب سن کر حضرت سیّد محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے زیادہ اصرار کرنا مناسب نہ سمجھا کیونکہ وہ اپنے بیٹے کی دلی کیفیات اور اس کے مرتبے سے آگاہ تھے اس لئے وہ کچھ دیر بیٹے کے پاس بیٹھنے کے بعد واپس باغ کلاں تشریف لے گئے۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ والد بزرگوار کی آمد کے چند روز بعد باغ کلاں تشریف لے گئے اور والدہ ماجدہ کی قدم بوسی کی سعادت حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر بے حد خوش ہوئیں۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ روز باغ کلاں میں ہی قیام کیا۔ بعدازاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی والدہ اور والد بزرگوار سے اجازت لی اور دوبارہ نور پور شاہاں تشریف لے گئے اور پھر مستقل طور پر نور پور شاہاں میں ہی قیام پذیر رہے جہاں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کیا جو آج بھی جاری و ساری ہے۔

اسلام کی روشنی

جب تک کسی بھی ملک ، یا قوم کے انفرادی اخلاق و معاشرتی نظام کی اصلاح نہیں ہوتی تب تک اس قوم یا ملک کی اجتماعی اصلاح ممکن نہیں ۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد کامل حضرت بالا پیر قادری رحمۃ اللہ علیہ سے اکتسابِ فیض کے بعد دین اسلام کی تبلیغ اور لوگوں کو صراطِ مستقیم کی تلقین کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو صراطِ مستقیم پر گامزن کرنے کی غرض سے عملی طور پر اس جانب متوجہ ہوئے اور اس دوران عباداتِ الٰہی اور اوراد و وظائف سے کبھی غفلت نہ برتی ۔ یہ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی شبانہ روز محنت کا ہی نتیجہ تھا کہ چور پور کا نام نور پور شاہاں میں تبدیل ہو گیا۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ عزوجل کے فضل و کرم اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی فیوض و برکات کی بدولت پوٹھوہار کے لوگوں کی قسمت بدل دی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رشد و ہدایت سے ہزاروں لوگ راہِ حق پر گامزن ہوئے ۔ کفر کے اندھیروں میں ڈوبے ہوئے پوٹھوہار کے لوگ کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نورِ ہدایت بن کر ابھرے ۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے دینی علوم کی ترویج اور اپنے افکار کو پھیلانے کے لئے تین اداروں کا قیام ضروری سمجھا۔ اس ضمن میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ کو اولیت دی جہاں عربی، فارسی، شرعی علوم اور درس نظام کی تعلیم دی جاتی تھی ۔ دوسرے نمبر پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خانقاہیں قائم کیں جہاں صوفیاء کرام کو تصوف کی تعلیم و تربیت دی جاتی تھی ۔ سوم عوام الناس کے لئے وعظ و تلقین کا انتظام مسجدوں میں کیا گیا۔ یہی وجہ تھی کہ پوٹھوہار کے علاقے میں دین اسلام کی روشنی ہر گھر میں پہنچی ۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی کوششوں سے ابتداء میں دھیر کوٹ میں آباد قوم ستی دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ اس دوران ایک ایک قوم تہوڑ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف ہو گئی اور اس قوم کا سردار کئی ہزار جنگجوؤں کو لے کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلے کے لئے نکلا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو دعوتِ حق کی دعوت مگر اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تمام باتوں کو مسترد کر دیا۔ اس دوران اللہ عزوجل کے فضل و کرم سے تہوڑ قوم کا ایک سرکردہ شخص مسلمان ہو گیا اور اس کی تقلید میں تہوڑ قوم کے سینکڑوں جوان مسلمان ہو گئے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لشکر تشکیل دے دیا جس نے باغیوں کو شکست فاش سے دوچار کیا۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن مجید اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت وافادیت کو سمجھنے کے لئے ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ باطنی علوم کا حصول بھی بہت ضروری امر ہے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعلیمات میں عقیدہ توحید و رسالت کی اہمیت پر بے حد زور دیا ہے۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال عالمِ تصوف میں چاند ستاروں کی مانند اہمیت رکھتے ہیں۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا علم ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا' اس کا کوئی شریک نہیں اور وہ ہر شے پر قادر ہے' وہ جانتا اور دیکھتا ہے اور یہی علم صفات کی تعریف ہے۔

اللہ عزوجل کے افعال کے علم کے بارے میں حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ عزوجل ہی کل کائنات کی تخلیق کرنے والا ہے اور اس نے ہی اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو شریعت و طریقت کا علم عطا فرمایا۔ علم شریعت میں کتاب حکمت یعنی قرآن مجید عطا فرمائی' سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم دی اور اجماع اُمت کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں کو ہمیشہ صراطِ مستقیم پر چلنے کی ہدایت کرتے تھے۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ چشمہ رشد و ہدایت تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھلائی کے لئے ہیں جن پر چل کر اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم رضائے الٰہی حاصل کر سکتی ہے۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ لوگو! اللہ نے تمہیں اور مجھے اپنی بے شمار

نعمتوں سے سرفراز فرمایا ہے اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کی عبادت کریں اور اس کی مخلوق کے ساتھ محبت رکھیں۔ اس ضمن میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کی اخلاقی تربیت پر بے حد توجہ دی اور انہیں حصولِ علم کی جانب راغب کیا اور انہیں علم کی اہمیت سے آگاہی بخشی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ بے علم جاہل اور اندھا ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حقیقت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات سے بھی آگاہی نہیں رکھ سکتا۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی قائم کردہ درسگاہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد بھی شمع وہدایت کا سلسلہ جاری رکھا اور راہِ حق کے متلاشیوں کے سینوں کو نورِ تجلیات سے منور کیا۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ سب تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہی ہیں کہ وہی بزرگ و برتر ہے اور جس نے تمام وجودات کو وجود عطا فرمایا ہے اور اگر تم غور کرو تو تم کائنات کی ہر شے کو اس کی مدح سرائی میں مشغول پاؤ گے اور اسی کی تعریف سب سے بڑی ہے جس نے بنی نوع انسان کو اشرف المخلوقات کو بنایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انسانوں پر فضیلت بخشی اور انہیں اشرف الانبیاء بنایا پھر اُس نے مسلمانوں کو تمام اُمتوں پر فضیلت عطا فرمائی اور انہیں بہترین اُمت قرار دیا۔ اللہ عزوجل کا اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اُس نے اس اُمت کو تا قیامت اپنے دین متین کی تبلیغ کے لئے چنا اور اللہ عزوجل کے اس احسان پر ہم اُس کا جتنا بھی شکر ادا کریں وہ کم ہے۔ اب یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس فرض کو احسن طریقے سے نبھائیں تاکہ بارگاہِ الٰہی میں سرخرو ہوں۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کو علوم قرآن اور علومِ سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عشق تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عمر کا زیادہ تر حصہ دین اسلام کی تبلیغ میں ہی بسر کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی درسگاہ میں طالب علموں کے لئے رہائش اور لنگر کا بھی انتظام موجود تھا تاکہ طلباء کا حصول علم کے دوران کسی بھی قسم کی مشکلات سے دوچار نہ ہونا پڑے۔

حضرتِ بری امام رحمۃ اللہ علیہ طلباء کو شریعت وطریقت کی تعلیم خود دیا کرتے تھے جس کی بدولت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے طلباء کا شمار بھی نابغہ روزگار حضرات میں ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے

اپنے شاگردوں کو بعد از تعلیم و تربیت دین اسلام کے فروغ کے لئے دنیا بھر میں بھیجا اور ان کو اصلاحِ فکر اور تہذیب نفس کی تعلیم دی۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی اس محنت کا ثمر یہ نکلا کہ علاقہ پوٹھوہار کے علاوہ دنیا کے گوشے گوشے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے افکار لوگوں کے دلوں تک پہنچے اور غیر مسلم اسلام کی روشنی سے مشرف ہوئے۔

دین اسلام کو فروغ دینے کے لئے حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ ہر نو مسلم کو نماز، راست گوئی، محبت و اخوت اور انصاف کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مندوں میں ہر قوم کے لوگ شامل تھے جن میں اہل سنت والجماعت کے علاوہ اہل تشیع حضرات، ہندو اور سادھو بھی شامل تھے۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ عزوجل انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے اس لئے مصیبت اور تکالیف کے وقت اسی کو یاد کیا کرو۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ ڈھیر کوٹ میں جس مقام پر لوگوں کو درس و تدریس دیا کرتے تھے وہ بیٹھک آج بھی وہاں موجود ہے اور اس بیٹھک کو متصف بیٹھک کہا جاتا ہے جس کے معنی اُس بیٹھک کے ہیں جہاں چھت پڑی ہو۔ اس بیٹھک کے ساتھ ایک جامع مسجد بھی موجود ہے جس کا سنگ بنیاد حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے خود رکھا تھا۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت رکھنے والے حضرات آج بھی اس بیٹھک کی زیارت کرتے ہیں اور روحانی تسکین پاتے ہیں۔

ہندوؤں کا قبولِ اسلام

کتب سیر میں منقول ہے کہ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نور پور شاہاں کے نزدیک جنگل میں ایک شیشم کے درخت کے نیچے تشریف لے جاتے تھے اور عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ عبادت میں مصروف تھے کہ ہندو یاتریوں کا ایک قافلہ وہاں سے گزرا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان ہندو یاتریوں سے دریافت کیا کہ تم لوگ اتنا ساز وسامان لے کر کہاں جا رہے ہو؟ ان ہندو یاتریوں نے جواب دیا کہ ہم یہ سارا ساز وسامان لے کر پریاگ کرنے جا رہے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ وہاں جا کر کیا کرو گے؟ ان ہندو یاتریوں نے جواباً کہا کہ ہم گنگا اور جمنا کے سنگم پر اشنان کر کے اپنے گناہوں کو دھوئیں گے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ گناہ نہانے سے صاف نہیں ہوتے بلکہ نیکی کے کام کرنے اور عبادتِ الٰہی میں خلوص پیدا کرنے سے صاف ہوتے ہیں۔

ہندو یاتریوں نے حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی بات سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تمسخر اڑانا شروع کر دیا اور کہنے لگے کہ اگر مخفی عبادت سے انسان اللہ کے قریب ہو سکتا ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کئی برسوں سے کیوں اس پرانے شیشم کے درخت کے نیچے کھڑے ہو کر عبادت کر رہے ہیں اور اللہ نے اب تک اس پرانے شیشم کو ہرا بھرا کیوں نہ کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر سایہ ہو جاتا۔

ہندوؤں کی بات سن کر حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے مسکراتے ہوئے کہا کہ ہم مسلمان اس کی ذات پر توکل رکھتے ہیں اور درخت کو ہرا بھرا کرنا میرے خدا کے لئے مشکل بات نہیں وہ بڑا غفور ورحیم ہے وہ چاہے تو اسی وقت درخت کو ہرا بھرا کر دے وہ ہر شے پر

قادر ہے۔ اس کے بعد حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کے لئے ہاتھ بلند کر دیئے اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ پرانا شیشم کا درخت ہرا بھرا ہو گیا۔

ہندو یاتریوں نے جب یہ تمام معاملہ دیکھا تو انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے معذرت طلب کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر دین اسلام قبول کر کے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ارادت مندوں میں شامل ہو گئے۔

قلب تاریک چشم امیٰ کو ہو عطا روشنی امام بریؒ
مایۂ عافیت و سکون ہے دور ہو بے کلی امام بریؒ

لوئی دندی غار میں چلہ کشی

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک سے شمال کی جانب اڑھائی میل کے فاصلے پر پہاڑ کے اوپر دو غار موجود ہیں جو لوئی دندی کے نام سے مشہور ہیں۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے لوئی دندی کے ایک غار کو اپنا مسکن بنایا اور اس غار کے اندر کئی برس تک عبادتِ الٰہی میں مشغول رہے۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عبادت گاہ آج بھی موجود ہے اور زائرین اس کی زیارت کے لئے جاتے ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندہ کرامات کو دیکھتے ہیں۔ لوئی دندی کے اس غار میں عبادت کے دوران ایک بدبخت شیطان دیو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت میں خلل پیدا کرتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس دیو کو کئی مرتبہ اس کی شیطانی حرکتوں سے منع کیا مگر وہ باز نہ آیا۔ ایک روز آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جلالی کیفیت میں اس دیو کو پٹخ کر چٹان کے ساتھ دے مارا۔ دیو اس چٹان پر گرا اور اس کی ٹانگ نیچے لٹک گئی اور پتھر کی بن گئی۔ اس دیو کے پاؤں کے آثار آج بھی لوئی دندی غار کے باہر موجود ہیں اور اس پاؤں سے پانی کے قطرے بھی ٹپکتے ہیں۔ اس کے علاوہ لوئی دندی غار کے باہر دیگر جانور بھی پتھر کے موجود ہیں جن کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت میں خلل پیدا کرتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں پتھر کا بنا دیا۔ لوئی دندی کی اس غار میں جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چلہ کشی کی کچھ سانپ بھی پتھر کے بنے ہوئے ہیں جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت میں خلل پیدا کرتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں پتھر کا بنا دیا۔ لوئی دندی میں حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی چلہ گاہ میں پتھر کی ایک کرسی بھی موجود ہے جس کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کرسی پر بیٹھ کر عبادت میں مشغول رہتے تھے۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی چلہ گاہ لوئی دندی کے غار کا دہانہ بہت تنگ ہے اور آدمی بمشکل اس غار میں داخل ہوتا ہے۔ غار اندر سے جا کر قدرے کشادہ ہو جاتی ہے اور آدمی اندر کھڑا اور بیٹھ سکتا ہے۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ جس زمانہ میں اس غار میں چلہ کشی میں مصروف رہے اور اُس وقت اتنی اونچائی پر نامساعد حالات کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ کئی برس تک بغیر کھائے پیئے وہاں موجود رہے آج کے دور میں جانے والے زائرین کو حیرانگی میں مبتلا کر دیتا ہے اور حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی کئی زندہ کرامات لوئی دندی میں آج بھی موجود ہیں جن کو دیکھ کر زائرین کے دلوں میں حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت مزید بلند ہو جاتی ہے۔

لوئی دندی کے دوسرے غار میں جو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چلہ والی غار کے بالکل نیچے واقع ہے اُس غار میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھار آرام کی غرض سے تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔ اب اس غار میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ملنگ رہتے ہیں اور یہاں اب زائرین کے لئے لنگر کا انتظام ہوتا ہے۔

لوئی دندی کے اس دوسرے غار میں جہاں ملنگ رہتے ہیں ایک طرف آگ کا مچ جل رہا ہے جس کے بارے میں مذکور ہے کہ یہ مچ عرصہ دراز سے یونہی روشن ہے اور لوگ اس میں اپنی بساط کے مطابق لکڑیاں ڈالتے رہتے ہیں اور اس کی راکھ کو بطورِ تبرک اپنے ساتھ لے کر جاتے ہیں۔

''بری امام'' کا لقب

کتب سیر میں حضرت شاہ عبداللطیف قادری رحمۃ اللہ علیہ کے لقب ''بری امام'' کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے منقول ہے کہ لوئی دندی غار میں کئی برس تک چلہ کشی کے بعد جب حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کا چلہ مکمل ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیرومرشد حضرت بالا پیر قادری رحمۃ اللہ علیہ اس غار کے دہانے پر تشریف لائے اور غار کے دھانے پر کھڑے ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آواز دی۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پیرومرشد کی آواز سنی تو غار سے باہر تشریف لائے۔

حضرت بالا پیر قادری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو چلہ مکمل ہونے پر مبارکباد دی اور فرمایا کہ اللہ عزوجل نے تمہاری اس محنت کو قبول فرما لیا ہے اس لئے اب تم یہ چلہ ختم کر کے واپس لوگوں میں چلے جاؤ اور انہیں اللہ عزوجل کی وحدانیت کا پیغام دو اور انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی تلقین کرو۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد پاک کی تعظیم بجالائے۔ حضرت بالا پیر قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے لطیف! اللہ عزوجل نے تم پر اپنے اسرار ورموز کو آگاہ فرمایا ہے اور تمہیں روحانی نعمت سے سرفراز فرمایا ہے۔ تم اس بر (خشکی کا ٹکڑا) کے امام مقرر کئے گئے ہو اور اب یہ سارا علاقہ تمہاری روحانی حکومت کے زیر اثر ہے۔ چنانچہ مرشد پاک کے ان الفاظ کے ''تم بر کے امام ہو'' آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لقب ''امام بر'' مشہور ہو گیا جو بعد میں آہستہ آہستہ ''امام بری'' ہو گیا۔

کتب سیر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لقب ''امام بری'' کے متعلق یہ بھی منقول ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب نیلاں ندی میں چلہ کش ہوئے تو لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو امام بحری کہنا

شروع کر دیا جو بعد میں بدلتا بدلتا بحری سے بری میں تبدیل ہو گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ''امام بری'' کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

عظمت سالکانِ جادہ شوق جوہر عاشق امام بریؒ
درِ شہوار بحرِ عرمانی گوہر زندگی امام بریؒ
ہر طرف نور کے اُجالے ہوں شاد ہو زندگی امام بریؒ
پھیل جائے فضاؤں میں ہر سو راحت و نغمگی امام بریؒ

شہنشاہ ہند بہادر شاہ اول کی حاضری

کتب سیر میں منقول ہے کہ شہنشاہ ہند بہادر شاہ اول نے جب حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت کا شہرہ سنا تو وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور قدم بوسی کے بعد ہیرے جواہرات سے بھرا ایک تھال نذرانے کے طور پر پیش کیا۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے جب ہیرے جواہرات دیکھے تو مسکراتے ہوئے فرمایا: بہادر شاہ! یہ ہیرے جواہرات تو دنیا والوں کے لئے ہیں درویشوں کے نزدیک یہ سب عام پتھر کنکریوں سے زیادہ نہیں ہیں۔ بہادر شاہ اول نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے استدعا کی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ نذرانہ قبول فرمالیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر بہادر شاہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے نزدیک ان کی کچھ حیثیت نہیں ہے۔ بہادر شاہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنا اصرار جاری رکھا۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے جب دیکھا کہ بہادر شاہ کسی بھی صورت نہیں ٹل رہا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مصلیٰ کے ایک کونے کو ہٹایا اور بہادر شاہ سے کہا کہ وہ ادھر دیکھے۔ جب بہادر شاہ نے دیکھا تو مصلیٰ کے نیچے بیش بہا جواہرات' ہیرے اور موتی موجود تھے۔ بہادر شاہ یہ دیکھ کر شرمندہ ہو گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے معافی کا خواستگار ہوا۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے بہادر شاہ کو نادم دیکھ کر فرمایا: دنیا کے ہیرے جواہرات سے زیادہ وہ جواہرات قیمتی ہیں جو اللہ عزوجل کی اطاعت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے سے حاصل ہوتے ہیں۔

بہادر شاہ نے حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ سے نصیحت اور دعا کی درخواست کی تو

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بہادر شاہ! میں تمہیں صرف پانچ باتوں کی نصیحت کرتا ہوں اگر تم ان پر عمل کرو گے تو فلاح پاؤ گے۔

۱۔ بادشاہ کے اولین فرائض میں شامل ہے کہ وہ صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو۔

۲۔ بادشاہ غیر مسلموں، ناداروں، بیواؤں، یتیموں اور مفلسوں کا خیر خواہ ہو۔

۳۔ بادشاہ کو چاہئے کہ وہ رعایا کی فلاح و بہبود کا ہر ممکن خیال رکھنے کی کوشش کرے۔

۴۔ بادشاہ اسلام کی ترقی اور فروغ کے لئے اپنے تمام تر وسائل بروئے کار لائے۔

۵۔ بادشاہ کو عوام الناس کے سامنے سیرت و کردار کا بہترین نمونہ ہونا چاہئے تاکہ عوام الناس اُس کی پیروی کر کے گناہوں سے بچیں اور نیک اعمال کریں۔

اورنگ زیب عالمگیر کی حاضری

مغل شہنشاہ شاہ جہان ایک مرتبہ کسی مہم کے سلسلہ میں ہزارہ کے علاقے میں آیا تو اس کے قافلے میں شامل کچھ حاسدین نے شہنشاہ ہند کو حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف بھڑکانے کی کوشش کہ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی بڑھتی ہوئی مقبولیت اُس کی بادشاہت کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے اور یہ تمام علاقہ اُن کے عقیدت مندوں پر مشتمل ہے اور یہی وجہ ہے کہ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کسی بھی سرکاری ملازم کو خاطر میں نہیں لاتے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آئندہ مستقبل میں وہ اپنی کوئی فوج بنا کر بادشاہ کے خلاف بغاوت کھڑی نہ کردیں۔ اس ضمن میں ان حاسدین نے قوم تہوڑ کی مثال شاہ جہان کے گوش گزار کردی۔

شاہ جہان ان حاسدین کی باتوں میں آ گیا اور اُس نے اپنے بیٹے شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر کی قیادت میں ایک فوجی لشکر نور پور شاہاں روانہ کیا تا کہ وہ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ اوران کے ارادت مندوں کو گرفتار کرلیں۔ شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر چونکہ اولیاء اللہ کا معتقد تھا اس لئے اُس نے نور پور پہنچنے کے بعد کسی بھی قسم کی کاروائی نہ کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جس وقت شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر' آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ رحمۃ اللہ علیہ درسِ قرآن پاک میں مشغول تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اورنگ زیب عالمگیر کے آمد کی پرواہ کئے بغیر اپنا درس جاری رکھا۔ اورنگ زیب عالمگیر سمجھ گیا کہ یہ واقعی سچے درویش ہیں جو کسی شہزادے اور اُس کی فوج کو دیکھ کر مرعوب نہیں ہوئے۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کو بذریعہ کشف شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر کی دلی کیفیت سے آگاہی حاصل ہوگی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر کو دیکھتے ہوئے فرمایا:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ.

''بے شک اللہ کے ولیوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم۔''

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ اس آیت مبارکہ کی تلاوت کے بعد دوبارہ درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر چند لمحوں تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتا رہا پھر ذیل کی آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔

اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ.

''اطاعت کرو اللہ اور اُس کے رسول کی اور حاکم وقت کی۔''

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر کی بات سن کر فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں ایسا گم ہوں کہ مجھے امیر کی کچھ پرواہ نہیں رہی۔ یہ فرما کر آپ رحمۃ اللہ علیہ دوبارہ سے درسِ قرآن میں مشغول ہو گئے اور درس دیتے ہوئے فرمایا:

''تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو حمد و ثناء کے لائق ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کا نور چاروں سمت پھیلا ہوا ہے اور اس کا کوئی شریک و مقابل نہیں۔ وہ ہر برائی اور عیب سے پاک ہے۔''

شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کلام سنا تو وہ بے حد متاثر ہوا اور اپنی گستاخی پر معافی کا طلب گار ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے معاف کرتے ہوئے اس کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر نے حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ سے نصیحت کی درخواست کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث مبارکہ کی روشنی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بیان کئے کہ پروردگارِ عالم کو دعا سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں مانگتا اللہ عزوجل اس سے ناراض ہوتا ہے۔ دعا مومن کا ہتھیار ہے اور دعا قبولیت کا یقین رکھ کر مانگنی چاہئے۔

شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر نے حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کے قبول نہ ہونے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دعا کی قبولیت کے لئے حلال رزق بہت ضروری ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے کہ ایک مرتبہ ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لئے دعا فرمائیں کہ میری دعا قبول نہیں ہوتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حلال کھانا کھاؤ تمہاری دعائیں قبول ہوں گی، قسم ہے اُس ذاتِ پاک کی جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے جب کوئی شخص اپنے پیٹ میں حرام لقمہ ڈالتا ہے تو اس حرام لقمہ کی وجہ سے اس کی چالیس دن تک کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی اور جو شخص حرام لے لقمہ سے اپنا گوشت بڑھاتا ہے جہنم کی آگ اُس کے اتنا ہی قریب ہوتی ہے۔

شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر نے حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ سے استغفار کے بارے میں دریافت کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دعا کی قبولیت کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ انسان ہمہ وقت اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا رہے' اللہ عزوجل سے اپنی کوتاہیوں پر معافی مانگتا رہے اور آئندہ کے لئے گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا رہے اس طرح انسان کی دعا بھی قبول ہوگی اور اگر وہ اپنی بُری حرکات پر قائم رہے گا اور دعا کرتا رہے گا تو اس کی دعا قبول نہ ہوگی اور وہ دعا مانگ کر اپنے وقت کو ضائع کرتا رہے گا۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر کو خوشخبری دی کہ عنقریب تم ہندوستان کے بادشاہ بنو گے مگر یاد رکھو کہ جب تک تم رزقِ حلال نہیں کماؤ گے اور اپنی اولاد کو اچھی روزی نہیں کھلاؤ گے تمہاری دعا قبول نہیں ہوگی۔

یہی وجہ ہے کہ جب شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر ہندوستان کے تخت پر جلوہ افروز ہوا اس نے حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی اس نصیحت کو اپنے پلے سے باندھ لیا اور ساری زندگی قرآنِ پاک کی کتابت کر کے اکل حلال کما کر کھاتا رہا۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر کو اس بات کی بھی تلقین

کرتے ہوئے فرمایا کہ رعایا کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اور ان کے ساتھ محبت وشفقت سے پیش آنا کیونکہ حاکم کی جانب سے رعایا کے ساتھ اچھا سلوک اس کے لئے باعث تقویت ہوتا ہے اور ایسے حکمران کی حکومت کو ہمیشہ دوام حاصل ہوتا ہے اور عوام الناس میں ہمیشہ مقبول رہتا ہے۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر کو شانِ مصطفیٰ ﷺ کے متعلق وعظ وتلقین فرمائی جس سے شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر پر وجدانی کیفیت طاری ہوگئی۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ دین کی ترقی وترویج کے لئے کام کرتے رہنا اور انصاف کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ جانے دینا۔ بعدازاں شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر نے حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ سے رخصتی کے لئے اجازت طلب کی اور حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر کو دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔

کتب سیر میں شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر کی بابت ایک اور روایت بھی موجود ہے کہ شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر اپنے خادمین کے ہمراہ جواہرات' ایک قیمتی عصاء اور ایک بیش قیمت تسبیح بطورِ نذرانہ لے کر حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ اس وقت درسگاہ کے طلباء کو درس دے رہے تھے لہٰذا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر کی آمد کا کوئی نوٹس نہ لیا اور بدستور درس دینے میں مشغول رہے۔ شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر کافی دیر تک اپنے خدام کے ہمراہ کھڑا رہا۔ اس دوران شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر کے خدام غصہ میں آ گیا کہ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے ابھی تک شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر کی جانب توجہ کیوں نہیں فرمائی۔

شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر کافی دیر تک حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ بے نیازی کو دیکھتا رہا۔ اس دوران اس کے دل میں ایک انقلاب برپا ہو چکا تھا اور وہ خاموشی سے صرف حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کرم کا منتظر تھا کہ کس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کی جانب

توجہ فرماتے ہیں۔ جب حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ درس سے فارغ ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر کو ملاقات کا شرف بخشا۔ شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر نے نذرانہ پیش کیا تو حضرتِ بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمہاری سلطنت میں اس وقت کئی یتیم، بیوہ، مساکین اور مستحقین موجود ہیں یہ جواہرات تم ان کو جا کر دے دو، میرا وقت اللہ عزوجل کے فضل و کرم سے بہت اچھا گزر رہا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر کو اس کا دیا ہوا عصا بھی واپس کرتے ہوئے فرمایا کہ اس عصا کو عصائے حکومت سمجھو، اللہ عزوجل عنقریب تمہیں حکومت سے نوازے گا تو تم عوام سے عدل و انصاف سے کام لینا اور ان پر ظلم و ستم نہ کرنا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر کو تسبیح واپس کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کے دانوں کی مثال رعیت کی سی ہے اور امام بادشاہ کی مثل ہے۔ تم دیکھ رہے کو دونوں طرف سے دانوں کا تعلق امام کے ساتھ ہے اور اس نے ہی دانوں کا بوجھ اٹھا رکھا ہے اس لئے بادشاہ کو بھی ایسا ہونا چاہئے کہ وہ عوام کا بوجھ خود برداشت کرے اور عوام پر بے جا بوجھ نہ ڈالے۔

شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر اپنے والد شہنشاہِ ہندشاہ جہان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ ایک درویش صفت بزرگ ہیں اور ان میں کوئی بات بھی خلافِ شرع موجود نہیں ہے۔ وہ اسلام کی ترقی و ترویج کے لئے درس و تدریس کرتے ہیں اور اُن کا زیادہ تر وقت عبادت و ریاضت میں بسر ہوتا ہے۔ انہیں ظاہری تخت و تاج کی کوئی پرواہ نہیں اور نہ ہی انہیں سیاست سے کسی بھی قسم کی کوئی دلچسپی ہے۔ وہ تارک الدنیا ہیں اور اللہ عزوجل کی محبت میں ایسے غرق ہیں کہ انہیں ظاہری دنیا سے کسی بھی قسم کی کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ان کے دل میں بسی ہوئی ہے اور ان کی زندگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کی روشنی میں بسر ہوتی ہے۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ اللہ عزوجل کے برگزیدہ اور مقبول بندے ہیں اور ان کے فیوض و برکات سے ایک عالم سرفراز ہو رہا ہے۔ ان کے ارادت مندوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور لوگ ان کا

درس سننے کے لئے دور دور سے تشریف لاتے ہیں۔

شہنشاہ ہند شاہ جہان نے جب شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر سے حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی بابت سنا تو وہ مطمئن ہو گیا کہ اب اس کی حکومت کو کسی بھی قسم کا کوئی خطرہ لاحق نہیں ہے اور وہ شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر کی باتیں سن کر اپنے ناپاک ارداوں سے باز آ گیا۔

تاریخ ہند اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر کن نامساعد حالات میں ہندوستان کا بادشاہ بنا اور اس نے بادشاہ بننے کے بعد حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحتوں پر کس قدر عمل کیا۔ یہ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحتوں اور دعاؤں کا ہی اثر تھا کہ اورنگ زیب عالمگیر کا دورِ حکومت برصغیر پاک و ہند میں ایک مثالی دورِ حکومت شمار کیا جاتا ہے اور اورنگ زیب عالمگیر نے دین اسلام کا جھنڈا برصغیر پاک و ہند کے دور دراز علاقوں تک لہرایا۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی تاریخ ہند میں اگر کسی مغل فرمانروا کا نام عزت و توقیر سے لیا جاتا ہے تو وہ صرف اورنگ زیب عالمگیر کا ہی نام ہے۔

غیر مسلموں سے محبت

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ اخلاق و کردار کا بہترین نمونہ تھے۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ ہر ایک ساتھ نرم روی اور خوش اخلاقی سے پیش آتے تھے جس سے غیر مسلم بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معترف تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ جو شخص بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پہلی مرتبہ ملتا وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا گرویدہ ہو جاتا۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی انہی اعلیٰ صفات کی وجہ سے غیر مسلم آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وعظ سننا پسند کرتے تھے۔ غیر مسلموں کی ایک بڑی تعداد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتی تھی اور اپنی مرادوں کو پورا کرنے کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دعاؤں کی طالب ہوتی تھی۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے انہی اوصافِ حمیدہ کی وجہ سے بے شمار غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اوصافِ حمیدہ کا ہی اعجاز تھا کہ ان میں سے بے شمار لوگوں نے روحانیت میں اعلیٰ مقام پایا۔

پیکر آگہی امام بریؒ
مظہر دلبری امام بریؒ
طعمۂ جلوہ فیوضِ نبیؐ
پور مولا علی امام بریؒ

کیفیت جذب و مستی

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں وہ دن بھی آئے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ پر کیفیت جذب و مستی طاری رہنے لگی۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی بالکل ہوش باقی نہ رہتی۔ اس دوران کبھی کبھار آپ رحمۃ اللہ علیہ کچھ دیر کے لئے ہوش میں آتے تھے مگر پھر دوبارہ وہی درافتگی طاری ہو جاتی تھی۔ اس دوران ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ حالت جذب و مستی میں تھے کہ حاکم وقت حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مولانا حضرات اور علمائے کرام کے ساتھ نماز ادا فرمایا کریں۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے حاکم وقت کی بات سن کر حکم دیا کہ ایک مسجد تعمیر کی جائے۔ چنانچہ حاکم وقت نے فی الفور ایک مسجد تعمیر کرنے کا حکم جاری کر دیا اور کچھ عرصہ میں ہی ایک عالی شان مسجد تعمیر ہو گئی۔ جب یہ مسجد تعمیر ہو گئی تو حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسجد میں نماز ادا کرنا شروع کر دی۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے مزار سے ملحقہ بازار کے ساتھ دھنگ شاہ کا مزار ہے جس کے قریب ایک پرانی مسجد موجود ہے جس کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ وہی مسجد ہے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے تیار ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسجد میں نمازیں ادا فرمائیں۔

اللہ عزوجل نے حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کو نظر کیمیاء عطا فرمائی تھی اور جس شخص کی طرف آپ رحمۃ اللہ علیہ نظر بھر کر دیکھ لیتے وہ فلاح پا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی کاوشوں کی بدولت بے شمار لوگ ایمان کی دولت سے سرفراز ہوئے۔

کشف و کرامات

کشف سے مراد علم باطن سے آگاہی ہے اور کشف کے لئے دل کا آئینہ کی طرح صاف ہونا ضروری ہے یعنی دل ہر قسم کے کینہ، بغض، حسد، دنیاوی لالچ اور نفس کی شرانگیزیوں سے پاک ہو۔ دل، ایمان کی پختگی، گناہ سے ہر ممکن بچنے کی کوشش، زنا، چوری، شراب خوری، لواطت، حسد اور تکبر کے دور کرنے سے پاک ہوتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

''بے شک نفس ہر برائی کا زبردست حکم کرنے والا ہے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے:

''ہر مخلوق کے لئے وہی چیز ہے جس کے لئے اسے پیدا کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق کو جس چیز کے لئے پیدا کیا ہے اس کے حصول کی راہ اس پر آسان کر دی گئی ہے۔''

ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں حضرت سلیمان دارانی سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول ''مومن کی فراست سے ڈرو وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے'' کی شرح بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مومن کی فراست روح کا کشف اور غیب کا معائنہ ہے اور ایمان کے مقامات میں سے ایک مقام ہے۔

حضور غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''احوال کے کشف و مشاہدہ کے مابین اولیاء و ابدال کے لئے افعالِ خداوندی میں سے ایسی ایسی اشیاء ظہور پذیر ہوتی ہیں جو عقول کو مغلوب کر لیتی ہیں اور عادات و رسوم کو پارہ پارہ کر دیتی ہیں۔''

حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

"طالبانِ حق کو معلوم ہونا چاہئے کہ اولیاء اللہ اور محبوبانِ بارگاہِ ایزدی کے سوا سارا عالم لطیفۂ تحقیق سے محجوب و مستور ہے۔ چونکہ حقیقت کا منکشف ہونا در پردہ اور مستور اشیاء کے فنا و ناپید ہونے کا موجب ہوتا ہے جس طرح موجود و حاضر کے لئے پردہ و حجاب میں ہونا موجب ہلاکت ہوتا ہے یعنی نزدیک و قرب جس طرح دوری کی طاقت نہیں رکھتا اسی طرح دوری بھی نزدیک و قرب کی برداشت نہیں رکھتی اور اس کی مثال اس کیڑے کی سی ہے جو سرکہ میں پیدا ہوتے ہیں اور اگر انہیں سرکہ سے نکال کر کسی اور چیز میں ڈال دیا جائے تو وہ مر جاتے ہیں۔ اسی طرح حقائق اشیاء کے معانی و مطالب اسی پر منکشف ہوتے ہیں جس کو خاص اسی مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہو۔"

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

"یہ لوگ ہرگز راہِ حق قبول نہ کریں گے بلکہ ان کے دلوں پر مہر یعنی حجابِ ذاتی ہے جو کچھ بھی وہ کرتے ہیں۔"

کشف کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک کشف کسبی ہے جو جو عبادت و ریاضت سے حاصل ہوتا ہے اور اس میں ردوبدل کا اختیار نہیں ہوتا۔ دوسرا کشف وہبی ہوتا ہے جو اولیائے کرام کو عطا کیا جاتا ہے اور اس میں اکثر کو اختیارات بھی دیئے جاتے ہیں۔

حضور غوث الاعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اگر میری زبان پر شریعت کی روک نہ ہو تو تم اپنے گھروں میں جو کچھ کھاتے ہو اور جمع کرتے ہو ان سب کی تمہیں خبر دے دوں تم سب میرے نزدیک کانچ کی بوتلوں کی مانند ہو جن کا باہر بھی نظر آتا ہے اور جو کچھ ان کے اندر ہوتا ہے وہ بھی نظر آتا ہے۔"

کرامت سے مراد ایسی عادات کا ظاہر ہونا ہے جو خلافِ توقع ہوں۔ حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''معرفت الٰہی کے لئے استدلالی قوتوں سے صدق کے مقابل باطل کو عاجز کر دینا کرامت ہے۔''

کرامت کا ظاہر ہونا تا دیبوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ کرامت وہ خلافِ عادت کام ہے جو کسی آدمی کے شریعت پر قائم رہنے کی حالت میں اس سے ظاہر ہو اور اللہ کا ولی کسی بھی طور کرامت کا اظہار قصداً نہیں کرتا اور کرامت کسی بھی ولی کے سچا ہونے کی علامت ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہر ولی اللہ صاحب کرامت ہوتے ہیں' ان کی تعلیمات' ان کی عادات و اطوار سب سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل ہوتے ہیں۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ چونکہ تعلیماتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی ایک ایک لمحہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اطاعت خداوندی میں بسر ہوتا تھا اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی کشف و کرامت جیسی صفت سے مزین تھے۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں کئی مواقع ایسے آئے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کرامات کا ظہور ہوا کرامات کا ظہور رہا۔ ذیل میں حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی چند مشہور کرامات کا تذکرہ مختصراً بیان کیا جا رہا ہے۔

ماش کا کنکر بننا:

کتب سیر میں منقول ہے کہ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے باغ کلاں میں اپنی زمین کسی کسان کو کاشت کے لئے دے رکھی تھی۔ ایک مرتبہ اس کسان نے اُس زمین پر ماش کی فصل کاشت کی۔ ان دنوں بارشیں بروقت ہوئیں اور ماش کی فصل بہت اچھی طرح پک کر تیار ہو گئی۔ اس کسان نے جب اتنی اچھی فصل دیکھی تو اس کی نیت میں فتور پیدا ہو گیا۔ اس کسان نے تمام فصل صاف کر کے اپنے گھر لے گیا اور حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہہ دیا کہ اس مرتبہ ماش کی فصل بالکل نہیں ہوئی اس لئے میرے پاس اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دینے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے جب اس

کسان کی بات سنی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہو گئے اور اس سے کسی بھی قسم کا کوئی مطالبہ نہ کیا۔

اس واقعہ کے کچھ دنوں کے بعد حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ اس کسان کے گھر کھانے کے وقت تشریف لے گئے۔ کسان نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو خوشی کا اظہار کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کسان سے کھانے کی فرمائش کی۔ اتفاقاً اس وقت اُس کسان کے گھر ماش ہی پکے تھے اُس نے وہ ماش لا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب ماش دیکھے تو اُس کسان سے دریافت کیا کہ وہ اتنے اچھے ماش کہاں سے لایا ہے؟ اُس کسان نے کہا کہ وہ یہ ماش بازار سے لایا ہے۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کسان سے اُن بوریوں کی بابت دریافت کیا جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کوٹھری میں پڑی ہوئی تھیں۔ کسان نے کہا کہ ان بوریوں میں کنکریاں بھری ہوئی ہیں۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے اس کسان کی بات سن کر فرمایا کہ اچھا تو ان بوریوں میں کنکریاں ہیں اور یہ فرما کر آپ رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہو گئے اور کھانا کھانے کے بعد واپس تشریف لے گئے۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے جانے کے بعد اس کسان کے دل میں خیال آیا کہ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ بوریاں دیکھ لیتے تو یقیناً بھید کھل جاتا۔ کچھ دیر گزرنے کے بعد اس کسان کے دل میں وہم پیدا ہوا ہے کہ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ صاحب کشف وکرامت بزرگ ہیں اور ان کا کہا غلط نہیں ہو سکتا مجھے دیکھنا چاہیئے کہیں ماش واقعی کنکر نہ بن گئے ہوں۔ چنانچہ اس نے گھبرا کر بوریاں کھولنی شروع کر دیں۔ جوں جوں وہ کسان بوریاں کھولتا جاتا اس کے سامنے کنکریوں کا ڈھیر لگتا جاتا۔ وہ کسان پریشان ہو گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی کا طلب گار ہوا۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے اس کسان کو معاف کر دیا اور آئندہ جھوٹ نہ بولنے کی نصیحت کی۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان سے جو ماش کنکریوں میں تبدیل ہوئے تھے وہ آج بھی باغ کلاں میں حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار حضرت سیّد محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک کے قریب موجود ہیں اور حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت کا منہ بولتا اور

جیتا جاگتا ثبوت ہیں۔

پانی کا چشمہ جاری ہونا:

جن دنوں حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ دھیر کوٹ میں تبلیغ اسلام کے لئے موجود تھے ان دنوں اہل علاقہ کو پانی کی شدید قلت کا سامنا تھا اور لوگ دور دراز کنوؤں اور چشموں سے اپنی ضرورت کے لئے پانی بھر کر لاتے تھے۔ پانی دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو گھریلو ضروریات کے لئے اتنی دور سے پانی لانے میں انتہائی تکلیف ہوتی ہے۔ ایک دن حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ارادت مند جس کا نام شیر محمد تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ حضور! میرے گھر تشریف لا کر مجھے خدمت کا موقع عطا فرمائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شیر محمد کی دعوت کو قبول فرما لیا اور اس کے ساتھ اس کے گھر تشریف لے گئے۔ ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شیر محمد کے گھر بیٹھے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ نماز کا وقت ہو گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شیر محمد سے وضو کے لئے پانی طلب فرمایا۔ اتفاقاً اس وقت شیر محمد کے گھر پانی ختم ہو چکا تھا۔ شیر محمد نے ایک برتن پکڑا اور پانی کی تلاش میں گاؤں سے باہر چلا گیا۔ جب کافی دیر گزرنے کے بعد شیر محمد پانی تلاش کرنے میں کامیاب ہوا تو برتن کو پانی سے بھر کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پانی میں اتنی تاخیر کی وجہ دریافت کی تو اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تمام ماجرا بیان کیا کہ کس طرح گاؤں کے لوگوں کو پانی کی کس قدر تنگی ہے اور گاؤں کے لوگ کافی دور سے جا کر ضروریاتِ زندگی کے لئے پانی لے کر آتے ہیں۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے جب شیر محمد کی بات سنی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ جس جگہ تشریف فرما تھے وہیں اپنا عصا زمین کے اندر گاڑ دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عصا گاڑنا تھا کہ زمین سے پانی کا ایک چشمہ جاری ہو گیا اور اس کا پانی تیزی سے آبادی کی جانب پھیلنا شروع ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس چشمہ کے منہ پر ایک پتھر اٹھا کر رکھ دیا جس سے پانی کی تیزی کم ہو گئی اور اس کے بہنے میں اعتدال پیدا ہو گیا۔ پانی کا چشمہ جیسے ہی لوگوں نے دیکھا تو وہ پانی لینے کے

لئے جمع ہو گئے۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی یہ زندہ کرامت آج بھی موجود ہے اور دھیرکوٹ میں جس مقام پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا عصا گاڑا تھا وہاں سے پانی کا چشمہ آج بھی جاری وساری ہے۔

بے آب وگیاہ ٹیلے سے پانی کا چشمہ جاری ہونا:

کتب سیر میں منقول ہے کہ چکوال کے ایک قصبہ دلہہ سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر منگوال گاؤں کے نزدیک ایک بستی باغ میں پانی دستیاب نہ تھا اور لوگ پانی کے حصول کے لئے بہت دور دراز تک سفر کرتے تھے۔ ایک دن اس بستی کے چند معززین حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بستی میں پانی کی عدم دستیابی اور اپنی تکلیف کا ذکر کیا اور عرض کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ولی کامل اور اللہ عزوجل کے برگزیدہ بندے ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے حق میں اللہ عزوجل کے حضور دعا فرمائیں کہ اللہ عزوجل ہماری بستی پر رحم فرمائے اور ہمیں پانی جیسی نعمت عطا فرمائے۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ عزوجل کے حضور اس بستی کے لوگوں کی تکلیف کو رفع کرنے کے لئے دعا فرمائی اور اللہ عزوجل نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کو شرفِ قبولیت بخشی جس سے اس گاؤں کے نزدیک ایک خشک اور بے آب وگیاہ ٹیلے سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا جو آج تک جاری وساری ہے۔

اللہ قادر المطلق ہے:

ایک مرتبہ ایک عورت جو کہ بے اولاد تھی حصولِ اولاد کی دعا کے لئے حضرت شاہ چن چراغ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے اور کامل ولی ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ میرے لئے بارگاہِ الٰہی میں دعا فرمائیں کہ اللہ عزوجل مجھے فرزند سے نوازے۔ حضرت شاہ چن چراغ رحمۃ اللہ علیہ نے اس عورت کی بات سن کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بیٹا نہیں بیٹی دے گا۔ عورت نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات سن کر دوبارہ

دعا کے لئے درخواست کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس عورت کو وہی پہلے والا جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بیٹا نہیں بیٹی دے گا۔

وہ بے اولاد عورت حضرت شاہ چن چراغ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سے اٹھ کر حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چلی گئی اور حصولِ فرزند کے لئے دعا کرنے کی درخواست کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس بات پر اللہ عزوجل قادر ہے وہ جس کو چاہے بیٹا دے اور جس کو چاہے بیٹی عطا فرمائے۔ عورت نے جب دوبارہ عاجزی سے دعا کے لئے درخواست کی اور کہا کہ میرا یقین ہے کہ اللہ عزوجل آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کو قبول فرمائے گا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلہ سے میری مراد پوری ہو جائے گی۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے عورت کی بات سنی تو بارگاہِ الٰہی میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور عرض کرنے لگے: یاالٰہی! اس عورت کا عقیدہ ہے کہ تو میری سنتا ہے اگر اس کا یقین کامل ہے تو میری دعا کو مقبولیت عطا فرما اور اس عورت کو اولادِ نرینہ سے نواز دے۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے دعا مانگنے کے بعد اس عورت کو خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا کہ جاؤ اللہ عزوجل تمہیں بیٹے سے نوازے گا۔ وہ عورت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات سن کر خوشی خوشی اپنے گھر واپس لوٹ گئی۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد اللہ عزوجل نے اس عورت کو بیٹے کی نعمت سے سرفراز فرمایا تو وہ عورت حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں شکریہ ادا کرنے کے لئے گھر سے نکلی۔ راستے میں اسے خیال آیا کہ حضرت شاہ چن چراغ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دی جائے اور ان سے عرض کی جائے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ تو فرماتے تھے کہ مجھے بیٹی ہو گی جبکہ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے مجھے اللہ تعالیٰ نے اولادِ نرینہ سے نوازا ہے۔ جس وقت وہ عورت حضرت شاہ چن چراغ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ مجھے حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے بیٹا ہوا ہے تو حضرت شاہ چن چراغ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ بیٹا نہیں بیٹی ہے۔ حضرت شاہ چن چراغ رحمۃ اللہ علیہ ولی کامل تھے اس لئے ان کا فرمانا تھا وہ 'لڑکا' لڑکی میں بدل گیا۔ عورت نے جب دیکھا تو وہ بڑی پریشان ہو گئی اور اسی

پریشانی میں حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور تمام ماجرا بیان گوش گزار کر دیا۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے جب اس عورت کی بات سنی تو اس سے فرمایا کہ تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں تمہاری گود میں لڑکا ہی ہے۔ جب اس عورت نے دیکھا تو وہ واقعی لڑکا تھا۔ اُس عورت نے حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کا شکریہ ادا کیا اور روانہ ہوئی۔ واپسی میں وہ عورت پھر حضرت شاہ چن چراغ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ لڑکی ہے جبکہ یہ لڑکا ہے۔ حضرت شاہ چن چراغ رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی سی بے نیازی سے فرمایا کہ بی بی! غور سے دیکھ یہ لڑکی ہی ہے۔ جب اس عورت نے دیکھا تو وہ واقعی لڑکی تھی۔ وہ عورت پھر اسی پریشانی میں حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ حضرت شاہ چن چراغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ لڑکی ہے۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے اس عورت کی بات سننے کے بعد فرمایا کہ اللہ قادر المطلق ہے اس نے تمہیں لڑکا ہی عطا فرمایا ہے اور اب تم واپسی پر حضرت شاہ چن چراغ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر نہ ہونا اور سیدھی گھر ہی چلی جانا۔ چنانچہ اُس عورت نے جب دیکھا تو وہ لڑکا ہی تھا اور وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق سیدھی گھر چلی گئی۔

بھینس کا زندہ ہونا:

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے ایک معتقد نے غلطی سے کسی دوسرے آدمی کی بھینس ذبح کر دی۔ بھینس کے مالک کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو اُس نے حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حضور تمام ماجرا گوش گزار کر دیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک عقیدت مند نے میری بھینس ذبح کر دی ہے۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس عقیدت مند کو بلا کر وجہ دریافت کی تو اُس نے معذرت کرتے ہوئے عرض کی کہ اُس نے غلطی سے اس کی بھینس ذبح کر دی ہے اور اب اپنی غلطی پر نادم ہے اور بھینس کے مالک کو اس بھینس کی قیمت دینے کے لئے تیار ہے۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے اس معتقد نے جب بھینس کے مالک کو معاوضہ دینے کی کوشش کی تو بھینس کے مالک نے یہ کہہ کر رقم واپس کر دی کہ اسے اپنی بھینس چاہئے۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے بھینس کے مالک سے فرمایا کہ تمہاری بھینس کہاں ذبح ہوئی تھی تو وہ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کو متعلقہ جگہ لے گیا جہاں بھینس ذبح ہوئی تھی۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے مردہ بھینس کے سر پر اپنا دایاں پاؤں رکھ کر فرمایا: اللہ کے حکم سے اُٹھ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا تھا کہ وہ بھینس زندہ ہوگئی اور اُٹھ کھڑی ہوئی۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی اس کرامت کو دیکھ کر بھینس کا مالک آپ رحمۃ اللہ علیہ سے معافی کا طلب گار ہوا۔

مردہ زندہ ہوگیا:

حضرت سخی شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ کا شمار حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں ہوتا ہے۔ کتب سیر میں منقول ہے کہ حضرت سخی شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ حاسدین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ذبح کر کے لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور ان ٹکڑوں کو پانی میں بہا دیا۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کو جب اپنے چہیتے خلیفہ کے قتل کا علم ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شدید رنج پہنچا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ عزوجل کے حضور اپنے اس چہیتے خلیفہ کے دوبارہ زندہ ہونے کے لئے دعا فرمائی جسے اللہ عزوجل نے قبول فرما لیا اور حضرت سخی شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ دوبارہ زندہ ہوگئے۔

حضرت سخی شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ ' حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی اس کرامت کے بعد عرصہ دراز تک زندہ رہے اور حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ہی دوبارہ مالک حقیقی سے جا ملے۔

سکھ عورت کی عقیدت:

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشینوں میں ایک بزرگ سائیں کریم بخش سے منقول ہے کہ ایک سکھ عورت جس کا تعلق ایک خوشحال گھرانے سے تھا اور اُسے اپنے گھر میں ہر قسم کا سکون میسر تھا اور اس کا گھر تمام دنیاوی دکھ و تکلیفوں سے دور تھا مگر وہ اولاد جیسی نعمت

سے محروم تھی۔ اس سکھ عورت کے خاوند نے بڑا علاج کروایا اور اپنے عقیدے کے مطابق بہت سے تعویذ گنڈھوں کا استعمال کیا مگر تمام کوششوں کے باوجود وہ اولاد سے محروم رہے۔

جس وقت حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت چہار سو پھیلی تو وہ سکھ عورت بھی ایک اُمید لے کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنا مدعا عرض کیا اور دعا کے لئے درخواست کی کہ اللہ عزوجل سے میرے لئے اولادِ نرینہ کے حصول کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے اس عورت کی بات سنی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ دیر کے لئے توقف کیا پھر فرمایا کہ بی بی! تیری قسمت میں بچہ نہیں ہے اور یہ کہ اللہ عزوجل ہی قادر المطلق ہے اور مجھ عاجز کے پاس کچھ اختیار نہیں۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی بات سن کر وہ سکھ عورت بہت آرزدہ ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بہت اُمید لے کر حاضر ہوئی تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اللہ عزوجل کے کامل بندے ہیں اللہ عزوجل اپنے کامل بندوں کی دعاؤں کو قبولیت عطا فرماتا ہے میرے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ عزوجل مجھے اولاد عطا فرمائے۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے اس سکھ عورت کی یہ عقیدت دیکھ کر اللہ عزوجل کے حضور دعا کی کہ اے اللہ! اس سکھ عورت کا عقیدہ ہے کہ تو اپنے کامل بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے اور یہ مجھے بھی تیرا کامل بندہ مانتی ہے اگر اس کی بات درست ہے تو میری دعا کو قبول فرما اور اس عورت کو اولاد عطا فرما۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سکھ عورت سے فرمایا کہ اللہ عزوجل تجھے بیٹے سے نوازیں گے جس کی دائیں ران پر شیر کی تصویر ہوگی۔

اللہ عزوجل نے کچھ عرصہ گزرنے کے بعد اس سکھ عورت کو بیٹے سے نوازا جس کے دائیں ران پر شیر کی تصویر تھی اور اس بچے سے جو نسل چلی وہ شیر سنگھی کہلائی۔

حضرت سیّد پھنے شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ:

کتب سیر میں منقول ہے کہ اوچ شریف میں ایک بزرگ حضرت سیّد پھنے شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ رہتے تھے جو کہ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے اور ان کے مریدین کی

تعداد بے شمار تھی جو برصغیر پاک وہند کے گوشے گوشے میں پھیلے ہوئے تھے۔ حضرت سیّد پھنے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین کی ایک کثیر تعداد کا تعلق پشاور سے تھا جہاں وہ اکثر اوقات تشریف لے جایا کرتے تھے۔ جن دنوں حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کا شہرہ عام ہوا اور لوگ جوق در جوق آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہونے لگے تو حضرت سیّد پھنے شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ جلال میں آ گئے اور کہنے لگے کہ ہماری ولایت میں ایک مشہدی کیسے داخل ہو گیا ہم اس کی تمام ولایت سلب کر لیں گے۔ چنانچہ وہ اس مقصد کے لئے اوچ شریف سے نور پور شاہاں روانہ ہوئے۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کو جب اس بات کی بذریعہ کشف خبر ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عقیدت مندوں سے فرمایا کہ اوچ شریف سے حضرت سیّد پھنے شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں کے ہمراہ نور پور شاہاں تشریف لا رہے ہیں لہٰذا ان کی مہمان نوازی کے لئے انتظام کرو۔

حضرت سیّد پھنے شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں کے ہمراہ جب جہلم کے نزدیک پہنچے تو حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی انگشت شہادت جہلم کی جانب بلند کی جس سے حضرت سیّد پھنے شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا آدھا جسم مفلوج ہو گیا۔ انہوں نے جب اپنی یہ حالت دیکھی تو گھبرا گئے اور پریشانی کے عالم میں حضرت شاہ مہر خراسانی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب رجوع کیا جو بذریعہ کشف اس تمام معاملے سے آگاہ ہو چکے تھے۔ حضرت سیّد پھنے شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ مہر خراسانی رحمۃ اللہ علیہ سے مدد کی درخواست کی۔ حضرت شاہ مہر خراسانی رحمۃ اللہ علیہ نے بذریعہ کشف حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی رابطہ فرمایا اور حضرت سیّد پھنے شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو معاف کرنے کی درخواست کی۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ مہر خراسانی رحمۃ اللہ علیہ کی درخواست پر حضرت سیّد پھنے شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو معاف کر دیا جس سے ان کی تکلیف ختم ہو گئی۔ بعد ازاں حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیّد پھنے شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو نور پور شاہاں آنے کی

دعوت دی۔ حضرت سیّد پھنے شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں کے ہمراہ نور پور شاہاں تشریف لے آئے اس وقت حضرت سیّد پھنے شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ مریدوں کی تعداد قریباً سو تھی۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مند اتنی بڑی تعداد دیکھ کر پریشان ہو گئے کہ وہ کس طرح اتنے لوگوں کی دعوت کریں گے۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ اپنے عقیدت مندوں کی پریشانی کو بھانپ گئے اور اُن سے فرمایا کہ وہ تھوڑا سا آٹا اور ایک برتن میں پانی لے کر ان کی خدمت میں آئیں۔ چنانچہ تھوڑا سا آٹا اور پانی کا ایک برتن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بسم اللہ شریف پڑھ کر آٹا گوندھنا شروع کر دیا۔ جب آٹا گوندھ لیا تو اُس پر رومال ڈال کر گوندھے ہوئے آٹے کو ڈھانپ دیا اور عقیدت مندوں کو حکم دیا کہ اس آٹے کو ڈھانپا رہنے دو اور اس کے نیچے سے آٹا نکال کر روٹیاں پکاتے رہو۔ چنانچہ عقیدت مندوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق ہی کیا جس سے تمام لوگوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ جب مہمان کھانے سے فارغ ہو گئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مندوں نے دیکھا تو آٹے کی مقدار میں کچھ کمی واقع نہ ہوئی تھی۔

تعلیمات حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے رشد و ہدایت کا جو سلسلہ پوٹھوہار کے علاقہ میں شروع کیا وہ رفتہ رفتہ برصغیر پاک و ہند میں پھیلنا شروع ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات برصغیر پاک و ہند کے گوشے گوشے میں پھیلنا شروع ہو گئیں۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے رشد و ہدایت کا جو سلسلہ شروع کیا تھا وہ آج بھی جاری و ساری ہے۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے فقر کا ایسا درس دیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آنے والے بے شمار لوگ اس درسِ فقر سے فیضیاب ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال پر عمل کر کے بلند مراتب پر فائز ہوئے۔

عالم تصوف میں حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کا درسِ تصوف اندھیرے میں روشنی کی کرن مانند ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علم شریعت اور علم حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ علم الحقائق اللہ تعالیٰ کا علم ہے جس کے تین ارکان ہیں۔

۱۔ اللہ عزوجل کے فضل و کرم کا علم یعنی کہ وہ کل کائنات کا مالک اور تمام عالم کو تخلیق کرنے والا ہے۔

۲۔ اللہ عزوجل کی ذات کا علم یعنی اس کا تعلق ذاتِ حق سے ہے اور وہ ہمیشہ کے لئے رہنے والا ہے اور اس کی مثل کوئی نہیں ہے۔

۳۔ شریعت کا علم یعنی اللہ عزوجل نے اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو علم عطا فرمایا اور اس کے بھی تین ارکان ہیں۔

الف قرآن شریف جو رہتی دنیا تک تمام انسانوں کے لئے ایک مکمل ضابطہ اخلاق ہے۔

ب نبی کریم ﷺ کی سنت کی پیروی

ج اجماعِ اُمت

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس مسلمان کو خدا کا علم یعنی علم حقیقت کا ادراک نہیں ہوتا اس کا دل نادانی میں مبتلا ہے۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ فقر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فقر کے بارے میں فرمایا کہ مجھے فقر پر ناز ہے۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقر کا درجہ اللہ عزوجل کے نزدیک بہت افضل ہے اور فقیر کی شان یہ ہے کہ وہ دنیاوی مال واسباب کا طلب گار نہیں ہوتا کیونکہ دنیاوی مال واسباب فقیر کی عبادت وریاضت میں خلل پیدا کرتے ہیں اور اس سے فقیر کو اطمینانِ قلب حاصل نہیں ہوتا۔ فقیر جس قدر دنیاوی خواہشات اور لالچ سے بے نیاز ہوگا اتنا ہی وہ اسرار ورموز سے آگاہ ہوگا۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ حقیقی فقیر کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حقیقی فقیر وہ ہے جو محنت کر کے حلال رزق کمائے اور یہی وہ اسم اعظم ہے جو انبیاء علیہم السلام کا اسم اعظم ہے۔ فقیری بہت ہی مشکل اور کٹھن راہ ہے جو اس منزل کو پالیتا ہے وہ روحانی دولت سے مالا مال ہوتا ہے۔

وصال

قطب الاقطاب، قطب الواصلین، سند الواعظین، سیّد العارفین، سلطان العاشقین، امام السالکین، امام بر حضرت شاہ عبداللطیف قادری المعروف حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے ۹۱ برس کی عمر میں ۱۱۱۷ھ بمطابق ۱۷۰۸ء کو اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو وصیت کے مطابق نور پور شاہاں میں ہی مدفون کیا گیا جہاں آج بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ میں ہزاروں لوگوں نے شرکت فرمائی اور اس موقع پر ہر آنکھ اشک بار تھی۔ کتب سیر میں منقول ہے کہ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر شہنشاہ ہند اورنگ زیب عالمگیر بھی حاضر ہوا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک کی تعمیر بھی اورنگ زیب عالمگیر نے ہی کروائی تھی۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کو وصال پائے آج تین سو سال ہو چکے ہیں مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر حاضر ہونے والے عقیدت مندوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ روزانہ بے شمار عقیدت مند آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر حاضر ہوتے ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلہ جمیلہ سے اللہ عزوجل کے حضور دعائیں مانگتے ہیں اور اپنی مرادیں حاصل کرتے ہیں۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہوئے تھے اور اسی سلسلہ میں مجاز تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی اولاد نہ تھی اور نہ ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کسی طالب یا خادم کو اپنے بعد مجاز بنایا تھا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ پر کیفیت جذب و سکر طاری ہو گئی تھی تو پیری مریدی کا سلسلہ از خود ختم ہو گیا تھا اور اولیاء کرام کے نزدیک مجذوب کا مرید بننا جائز نہیں۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عمر کا آخری حصہ مجذوبیت میں بسر کیا اور اسی حالت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ کے وارث آپ رحمۃ اللہ علیہ کے طالب بنے جن میں چار لڑیاں بہت مشہور ہوئیں۔

۱۔ مٹھے شاہی

۲۔ دہنگ شاہی

۳۔ عنایت شاہی

۴۔ حسین شاہی

ان میں عنایت شاہی' حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد سندھ چلے گئے جبکہ باقی تینوں نے نور پور شاہاں میں ہی وصال پایا اور ان کے مزارات آج بھی نور پور شاہاں میں موجود ہیں۔

مزارِ پاک

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک نور پور شاہاں موجودہ دارالحکومت پاکستان اسلام آباد کے شمال میں واقع ہے۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر جانے کے لئے فیض آباد راولپنڈی، راجہ بازار راولپنڈی اور صدر بازار راولپنڈی سے ویگنیں چلتی ہیں جو حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر اپنا آخری سٹاپ کرتی ہیں۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک ایک چھوٹی سی ندی کے کنارے پہاڑوں کے دامن میں واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک اور اس سے ملحقہ مسجد اور نوری باغات شہنشاہ ہند اورنگ زیب عالمگیر کے حکم پر تعمیر ہوئے۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک کا احاطہ بہت بڑا ہے جس کے اردگرد چاردیواری کر کے اس جگہ کو مزارِ پاک کی حدود میں شامل کر لیا گیا ہے۔ مزار شریف کے احاطے میں داخل ہونے کے لئے ایک بڑا گیٹ ہے جو مزارِ پاک کے بالکل سامنے ہے۔ مزار شریف کے احاطہ میں داخل ہوتے ہی بائیں ہاتھ لنگر خانہ ہے جبکہ دائیں جانب بڑا میدان ہے جس میں وضو خانہ بھی ہے۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک کی ازسرنو تعمیر پاکستان بننے کے بعد دوبارہ ہوئی جس کے بعد مزارِ پاک پر شیشہ سے بہت خوبصورت مینا کاری کی گئی ہے۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک میں داخل ہونے والا دروازہ قدرے نیچا ہے جس کی وجہ سے جھک کر اندر جانا پڑتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک کے اندر قبر مبارک کچی ہے مگر اس کے چاروں طرف سنگ مرمر کی جالی لگا دی گئی ہے تاکہ غلاف اور چادریں چڑھانے میں آسانی رہے اور قبر مبارک کو نقصان نہ پہنچے۔ قبر مبارک جس حجرہ میں ہے اس پر قالین بچھا دیا گیا

ہے تا کہ زائرین جو تلاوتِ کلام پاک کرنا چاہیں وہ آرام سے بیٹھ سکیں۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک سے ملحقہ ایک مسجد ہے جس میں پانچوں وقت نماز باجماعت کا اہتمام موجود ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک سے ملحقہ بائیں جانب ایک حجرہ ہے جس کے اندر سے آگ جل رہی ہے اور منقول ہے کہ یہ آگ تین صدیاں گزرنے کے بعد بھی مسلسل روشن ہے۔ عقیدت مند حسب توفیق لکڑیاں لا کر اس میں ڈالتے رہتے ہیں اور اس کی راکھ بطورِ تبرک اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک سے ملحقہ بازار ہے جہاں ہر قسم کی دوکانیں موجود ہیں جبکہ عرس کے ایام میں عارضی طور پر بھی اسٹال لگائے جاتے ہیں۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک اپریل کے آخری دنوں میں یا مئی کے شروع میں منعقد ہوتا ہے جس میں زائرین کی ایک بہت بڑی تعداد شرکت کرتی ہے۔ عرس کا تمام تر انتظام محکمہ اوقاف و مذہبی اُمور کے ذمہ ہے۔ جبکہ عرس مبارک کہ تقریبات کے علاوہ ہر ماہ چاند کی گیارہ تاریخ کو ختم شریف ہوتا ہے جس میں بھی عقیدت مندوں کی ایک بہت بڑی تعداد شریک ہوتی ہے۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد پاک حضرت بالا پیر قادری رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ایک عبادت گاہ بھی حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک کے نزدیک واقع ہے جس کے بارے میں مشہور ہے کہ حضرت بالا پیر قادری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کو ظاہری و روحانی علوم سے مستفیض کیا تھا اور اس عبادت گاہ میں ایک پتھر جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس پر حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ بیٹھ کر تلاوت قرآنِ پاک کرتے تھے موجود ہے۔ حضرت بالا پیر قادری رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب یہ عبادت گاہ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک سے قریباً ایک فرلانگ جانب مغرب موجود ہے۔

فرمودات

- بہترین احسان وہ ہے جو ہمسائے کے ساتھ کیا جائے۔
- جو شخص صبح و شام توبہ نہیں کرتا وہ ظالم ہے۔
- مومن کے منہ سے جو بات نکلے وہ اس کے دل میں بھی ہونی چاہئے۔
- اگر انسان کا دل نیک ہے تو جسم بھی پاک ہے بصورتِ دیگر تمام اعمال کوڑے کا ڈھیر ہیں۔
- فقیر کی زبان اور دل یکجا ہوتے ہیں اس لئے ان کے قول و فعل میں کسی بھی قسم کا تضاد نہیں پایا جاتا۔
- خواہشاتِ نفسانی پر غالب آنا مومن کی اعلیٰ صفت ہے۔
- دنیا سے رغبت کم سے کم لگایا کرو۔
- اللہ کے سوا کسی سے کوئی توقع نہ رکھو۔
- ناچ گانے کی محافل سے بچو۔
- اقرار باللسان پوست ہے ایمان کا اور تصدیق بالقلم مغز ہے اس کا۔
- انسان اس دارِ فانی میں آخرت کی طرف چلنے والا مسافر ہے اس کے سفر کی ابتداء مہد ہے اور انتہا لحد ہے۔
- فقیر کی شان یہ ہے کہ عرفان کے سمندر پی جانے کے وصف بھی اپنے لب خشک پاتا ہے۔
- فقیر ہمیشہ تین باتوں پر نگاہ رکھتا ہے۔ علم، فقر اور شمشیر۔

- درویش وہی اعلیٰ وارفع مقام کا حامل ہے اور حقیقت اسرار و رموز کا مالک ہوگا جو سب سے زیادہ تہی دست ہوگا۔
- فقیر وہی ہے جو ظاہری طور پر تہی دست اور باطنی طور پر عرفان کی دولت سے مالا مال ہوتا ہے۔
- فقیری بڑا کٹھن اور نازک راستہ ہے اور اس پر چلنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔
- عبادت جو ذاتی لالچ اور ہوس کے لئے کی جائے زمین میں دھنستی ہے اور جو خالق کے لئے ہو عرشِ معلیٰ تک پہنچتی ہے۔
- بے علم بے عمل آخر میں دہریہ ہو جاتا ہے۔
- مومن اس قدر عبادت کرے کہ بدن ہلدی بن جائے ہرگز فائدہ نہ ہوگا تاوقتیکہ حلال و حرام سے پرہیز نہ کرے۔
- صحیح عقیدہ صحیح مقامِ الٰہی فاسد اور غلیظ عقیدہ کی تباہی ہے۔
- اگر انسان اپنے عیوب کا اعتراف اور کمزوریوں کا اقرار کر کے استغفار کرے اور آئندہ کے لئے محتاط روی سے کام لے تو دعا قبول ہو جاتی ہے ورنہ نہیں۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ سے یوں تو بے شمار ہستیاں فیضیاب ہوئیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بے شمار خلفاء میں ہوئے۔ ذیل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چند نامور خلفاء کا تذکرہ مختصراً بیان کیا جارہا ہے۔

حضرت شاہ عبدالرزاق المعروف حضرت بہلول دریائی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت شاہ عبدالرزاق المعروف حضرت بہلول دریائی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ قادریہ کے عظیم صوفی، فقہ حنفیہ کے عظیم فقیہہ، عارف کامل اور مادرزاد ولی تھے۔ حضرت بہلول دریائی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے نامور خلفاء میں ہوتا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ بہلول شاہی چلا۔ حضرت بہلول دریائی رحمۃ اللہ علیہ عرصہ دراز تک جنگلوں اور ویرانوں میں عبادت و ریاضت میں مصروف رہے۔ حضرت بہلول دریائی رحمۃ اللہ علیہ کو ظاہری و روحانی فیوض و برکات حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی کیفیت کا یہ حال تھا کہ جو شخص بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا چھوڑا ہوا کھالیتا تھا اُس پر حالت جذب وسکر طاری ہوجاتی تھی۔

کتب سیر میں منقول ہے کہ حضرت بہلول دریائی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ ریت کے گھروندے بنارہے تھے کہ ملکہ وقت وہاں سے سیر کے لئے گزری۔ ملکہ کی نظر جب آپ رحمۃ اللہ علیہ پر پڑی تو اس نے پوچھا کہ حضرت! یہ کیا بنارہے ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ میں جنت کے محل بنارہا ہوں۔ ملکہ نے عرض کیا کہ کیا ایک محل مجھے مل سکتا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تمہیں اس کی قیمت ادا کرنا ہوگی۔ ملکہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے قیمت کے متعلق دریافت

کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس محل کی قیمت تمہارے گلے کا ہار ہے۔ ملکہ نے اسی وقت اپنے گلے کا قیمتی ہار اتار کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں رکھ دیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ قیمتی ہار توڑ کر اِدھر اُدھر بکھیر دیا۔

ملکہ نے واپس جا کر یہ واقعہ بادشاہ کو سنایا۔ بادشاہ نے ملکہ سے اتنے قیمتی ہار کے ضیاع پر دکھ و رنج کا اظہار کیا۔ رات کو بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک حسین و جمیل شہر ہے جس میں بہت عالی شان مکان بنے ہوئے ہیں۔ اس دوران بادشاہ کی نظر ایک محل پر پڑی جس پر اس کی ملکہ کے نام کی تختی جگمگا رہی تھی۔ بادشاہ صبح بیدار ہوا تو فوراً ہی حضرت بہلول دریائی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا جو ابھی تک ریت کے گھروندے بنا رہے تھے۔ بادشاہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اسے بھی جنت میں ایک محل عنایت فرما دیں۔ حضرت بہلول دریائی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کی قیمت تمہاری بادشاہت ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ کل ملکہ نے یہ محل ایک قیمتی ہار کے بدلے خریدا تھا اور آج آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے اس محل کی قیمت بادشاہت مانگ رہے ہیں۔ حضرت بہلول دریائی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ملکہ نے سودا محل دیکھے بغیر کیا تھا جبکہ تم محل دیکھ کر سودا کر رہے ہو۔ حضرت بہلول دریائی رحمۃ اللہ علیہ کا جواب سن کر بادشاہ شرمندہ ہو کر واپس چلا گیا۔

حضرت بہلول دریائی رحمۃ اللہ علیہ جب لاہور تشریف لائے تو چند دنوں تک حافظ ابوبکر کی مسجد میں تشریف فرما ہوئے۔ حافظ ابوبکر مسجد میں بچوں کو قرآنِ پاک کا درس دیا کرتے تھے اور ان کے درس میں بے شمار بچے شامل ہوتے تھے۔ حافظ ابوبکر کے درس میں حسین نام کا ایک بچہ بھی تھا جو بعد میں حضرت مادھو لال حسین رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہوئے اور حضرت بہلول دریائی رحمۃ اللہ علیہ کے نامور خلیفہ ہوئے۔ حضرت بہلول دریائی رحمۃ اللہ علیہ نے بچوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''لڑکو تعلیم حاصل کرنے میں قال سے زیادہ حال پر توجہ دو اور اگر کچھ حاصل کرنا ہے تو سمجھ لو تمہارا مقصود حال ہی سے ہاتھ آئے گا۔''

حضرت مادھولال حسین رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا: حضرت یہ قال اور حال کیا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایک تو صرف باتیں بنانا ہوتا ہے اور دوسرا یہ کہ آدمی اسے اپنے اوپر طاری کرلے۔ پہلا قال ہے اور دوسرا حال ہے۔

جب نماز کا وقت ہوا تو حضرت مادھولال حسین رحمۃ اللہ علیہ ' آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وضو کے لئے پانی لے کر آئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مادھولال حسین رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں دعا فرمائی کہ اے اللہ! اس کو فقیر عارف باللہ بنا دے اور اپنے سچے عاشقوں میں شامل فرمالے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس دعا کے بعد حضرت مادھولال حسین رحمۃ اللہ علیہ کی کیفیت بدل گئی اور انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت کی درخواست کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مادھولال حسین رحمۃ اللہ علیہ کو بیعت کی سعادت سے سرفراز فرمایا۔ کچھ عرصہ بعد جب حضرت بہلول دریائی رحمۃ اللہ علیہ واپس تشریف لے جانے لگے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مادھولال حسین رحمۃ اللہ علیہ کو حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کرتے ہوئے حضرت مادھولال حسین رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ جب میں چلا جاؤں تو تم حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر حاضر ہوتے رہنا میں نے تمہیں ان کے سپرد کیا ہے اور اب یہی تمہارے روحانی نگہبان ہیں۔

حضرت بہلول دریائی رحمۃ اللہ علیہ کے دیگر حالات و واقعات کے بارے میں کتب سیر یکسر خاموش ہیں۔

حضرت سخی شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ:

کتب سیر میں منقول ہے کہ مغل شہزادہ حسین خان جواہرات کی تلاش میں سوات کے علاقہ میں آیا۔ کسی نے اسے بتایا تھا کہ سوات کے پہاڑوں میں زمرد کے ذخائر موجود ہیں۔ شہزادہ حسین خان مغلیہ سلطنت کے بانی ظہیر الدین بابر کی آٹھویں پشت میں غلام مصطفیٰ خان کے بیٹے تھے۔ شہزادہ حسین خان جب سوات پہنچے تو انہیں بڑی تلاش کے بعد بھی زمرد کے کوئی ذخائر نہ ملے۔ بالآخر وہ ناکام ہو کر واپس دہلی روانہ ہونے لگے تو انہیں

کسی نے بتایا کہ پوٹھوہار کے ایک علاقے نور پور شاہاں میں ایک کامل ولی اللہ موجود ہیں جن کا نام بری امام رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ شہزادہ حسین خان کو جب حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پتہ چلا تو وہ واپسی پر نور پور شاہاں پہنچا اور حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ، شہزادہ حسین خان کے ساتھ نرمی اور شفقت سے پیش آئے۔ شہزادہ حسین خان نے بھی حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ دلی عقیدت کا اظہار کیا۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ روحانی طور پر اس بات سے آگاہ تھے کہ شہزادہ حسین خان اس خطے میں کس نیت سے آیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شہزادہ حسین خان سے فرمایا: کیا تمہیں زمرد کے ذخائر نہیں ملے؟ شہزادہ حسین خان نے عجز وانکساری سے نفی میں سر ہلا دیا۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے شہزادہ حسین خان کو سوات میں زمرد کے ذخائر کی موجودگی اور جگہ کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا کہ فلاں جگہ یہ پہاڑ موجود ہیں اور ان پر قدیم زمانے کی تحریر موجود ہے۔ شہزادہ حسین خان جب دوبارہ سوات پہنچا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بتائی ہوئی جگہ پر پہنچا تو اسے زمرد کی کانیں مل گئیں جہاں پر اس نے کھدائی کروا کر بیش بہا قیمتی پتھر نکالے اور ان پتھروں کو لے کر حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بطورِ نذرانہ لے کر حاضر ہوا۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے جب ان پتھروں کو دیکھا تو بے پرواہی سے فرمایا کہ ان قیمتی پتھروں کی فقیر کی نظر میں کوئی اہمیت نہیں ہے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شہزادہ حسین خان کو اپنے مصلے کے اوپر سے کپڑا اٹھا کر دکھایا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مصلیٰ سے کپڑا اٹھایا تو مصلیٰ کے نیچے بیش بہا قیمتی ہیرے جواہرات کا ایک ڈھیر موجود تھا۔ شہزادہ حسین خان نے جب یہ دیکھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی درخواست کی جسے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قبول فرمالیا۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے شہزادہ حسین خان پر خصوصی نظر وکرم فرمائی اور انہیں روحانی فیوض و برکات سے مالا مال کیا۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے شہزادہ حسین خان کو ''سخی'' کا لقب دیا۔ شہزادہ حسین خان نے اپنا تمام مال واسباب راہِ اللہ میں تقسیم کر دیا۔

یوں مغلیہ سلطنت کا یہ شہزادہ سائیں شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہوئے اور سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ' حضرت سخی شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ سے بے پناہ پیار کرتے تھے اور جب مفسدین نے حضرت سخی شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ کو شہید کر دیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے حضرت سخی شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ دوبارہ زندہ ہوئے۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی اس کرامت کا تذکرہ ہم گذشتہ صفحات میں کر آئے ہیں۔ حضرت سخی شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ہی وفات پائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک کے قریب جانب مغرب واقع ہے۔ حضرت سخی شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر ایک تختی لگی ہوئی ہے جس پر لکھا ہے: پہلا اور آخری سلام۔ زائرین حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر حاضری دینے سے پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر حاضری دیتے ہیں۔

حضرت سخی شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ ایک شہزادے تھے مگر حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کرم سے دنیاوی عیش و آرام چھوڑ دیئے اور روحانیت میں بلند مراتب پر فائز ہوئے۔ حضرت سخی شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ مجرد تھے۔

حضرت مٹھا شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مٹھا شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ' حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر پہلے سجادہ نشین مقرر ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے نامور خلفاء میں ہوتا ہے۔ حضرت مٹھا شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ قصبہ بڑ کے رہنے والے تھے جو کہ اب پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد کی بلند و بالا عمارات میں کھو چکا ہے۔ حضرت مٹھا شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ سے مٹھا شاہی سلسلہ چلا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت کا سلسلہ آج بھی جاری و ساری ہے۔ حضرت مٹھا شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے دیگر حالات و واقعات کے بارے میں کتب سیر خاموش ہیں۔

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے معاصرین

ذیل میں حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے چند معاصرین کے مختصر احالات بیان کئے جا رہے ہیں جنہوں نے حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور ان سے کسب فیض حاصل کیا۔

حضرت سیّد حسن بادشاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت سیّد حسن بادشاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۲۳ھ بمطابق ۱۶۱۴ء میں سندھ کے علاقہ ٹھٹھہ میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق سادات گھرانے سے تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب پندرہ واسطوں سے حضور غوث الاعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے جا ملتا ہے۔ حضرت سیّد حسن بادشاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار کا نام حضرت سیّد عبداللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ تھا جو کہ اپنے دور کے نابغہ روزگار اولیاء اللہ میں شمار ہوتے تھے۔

حضرت سیّد حسن بادشاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی۔ حصولِ علم کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد بزرگوار کے دست حق پر بیعت ہوئے اور سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔

حضرت سیّد حسن بادشاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی شادی کوٹلہ محسن خاں پشاور کے ایک سادات خاندان میں ہوئی جن سے اللہ عزوجل نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک صاحبزادے حضرت سیّد زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ عطا فرمائے جو اپنے زمانہ کے مشہور محدث ہوئے۔ حضرت سیّد حسن بادشاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری شادی حضرت سیّد علی ترمذی المعروف حضرت پیر بابا رحمۃ اللہ علیہ کے گھرانہ میں کی جن کے بطن سے دو صاحبزادے حضرت سیّد شاہ محمد غوث قادری

رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار لاہور میں واقع ہے اور حضرت سیّد علی قادری رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔

حضرت سیّد حسن بادشاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کا شمار حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے معاصرین میں ہوتا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ پشاور جاتے وقت حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے تھے اور کسب فیض حاصل کیا تھا۔

حضرت سیّد حسن بادشاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۱۱۵ھ بمطابق ۱۷۰۳ء کو پشاور میں بعہد اورنگ زیب عالمگیر اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔ حضرت سیّد حسن بادشاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک محلّہ یکہ توت پشاور میں مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔

حضرت سیّد رجب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت سیّد رجب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ حسنی حسینی سیّد ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ گلگت سے مری کے نزدیک ایک گاؤں سیاڑی میں تشریف لائے۔ حضرت سیّد رجب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سیاحت کے دوران حضور غوث الاعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک بغداد شریف بھی حاضر ہوئے جہاں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے پاس نور پور شاہاں جانے کا حکم ہوا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نور پور شاہاں حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کسب فیض حاصل کیا۔

حضرت سیّد رجب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق حضرت سائیں ٹکا کامرہ رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت کی سعادت حاصل کی اور خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ مرشد پاک کے وصال کے بعد حضرت سیّد رجب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ واپس سیاڑی تشریف لے گئے جہاں آج بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔

حضرت سیّد شاہ محمد غوث قادری رحمۃ اللہ علیہ:

چراغ اولیاء حضرت سیّد شاہ محمد غوث قادری رحمۃ اللہ علیہ کا شمار سلسلہ عالیہ قادریہ کے ...مور اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیّد حسن بادشاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند

تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے کسب فیض حاصل کیا۔ حضرت سیّد شاہ محمد غوث قادری رحمۃ اللہ علیہ جب لاہور تشریف لانے لگے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ پہلے حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اکتسابِ فیض کیا۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ سے فیض یاب ہونے کے بعد حضرت سیّد شاہ محمد غوث قادری رحمۃ اللہ علیہ لاہور تشریف لائے اور لاہور کو تبلیغ اسلام کا مرکز بنایا۔ حضرت سیّد شاہ محمد غوث قادری رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک بیرون دہلی گیٹ لاہور میں واقع ہے اور مرجع گاہ خلائق خاص وعام ہے۔

حضرت محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ:

شمس العلماء حضرت محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اپنے دور کے بلند پایہ مبلغین اسلام میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دین اسلام کی ترقی و ترویج کو اپنی زندگی کا سرمایہ بنا رکھا تھا اور تاحیات تبلیغی مشن جاری رکھا۔ تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں حضرت محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ برصغیر پاک و ہند کے کونے کونے میں گئے۔ اس سفر کے دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ نور پور شاہاں میں حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کسب فیض حاصل کیا۔

حضرت محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے اپنے علاقہ میں واپس تشریف لے گئے جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھٹکے ہوئے لوگوں کی راہنمائی کرنا شروع کی۔ حضرت محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کی دینی خدمات کی بدولت ہزاروں گم گشتہ راہِ حق کے مسافر بنے۔

حضرت پیر شاہ غازی المعروف دمڑی والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت پیر شاہ غازی المعروف دمڑی والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا شمار حضرت بالا پیر قادری رحمۃ اللہ علیہ کے نامور خلفاء میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائی تھے جس کی وجہ سے دونوں حضرات کے درمیان بے شمار صحبتیں ہوئیں۔

سلسلہ عالیہ قادریہ کے نامور بزرگانِ دین کے مختصر حالات وواقعات

اوست در جملہ اولیاء شہباز
چو پیغمبر در انبیاء ممتاز
غوث الاعظمؓ درمیان اولیاء
چوں محمدؐ درمیانِ انبیاء

حضور داتا گنج بخش

حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ

سرتاج الاولیاء، سلطان طریقت وشریعت، سرورِ سالکانِ طریق جمال، سراج الوقت، واقف اسرار حقیقت ومعرفت، رہنمائے کاملاں داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اللہ عزوجل کے برگزیدہ اور مقبول بندوں میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی فروغِ اسلام کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے برصغیر پاک وہند میں کفر کے اندھیروں کو ختم کیا اور دین اسلام کی شمع روشن کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق سادات گھرانے سے تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے امیر المومنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جامع الکاملات اور علوم ظاہری وباطنی سے مزین تھے۔

نام وکنیت:

حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی ''علی'' اور کنیت ''ابوالحسن'' ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے لقب ''داتا گنج بخش'' کے نام سے شہرت حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان اپنی نیک نامی اور تقویٰ کی بدولت ایک خاص مقام رکھتا تھا اور لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کو نہایت قدر کی نظر سے دیکھتے تھے۔

تعلیم وتربیت:

حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی

تعلیم وتربیت ہجویر میں حاصل کی۔ بعدازاں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے دنیا بھر کے دور دراز علاقوں کا سفر کیا اور اس دور کے نابغہ روزگار اولیاء اللہ اور علمائے دین سے اکتسابِ فیض حاصل کیا۔

بیعت وخلافت:

حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ المشائخ حضرت شیخ ابوالفضل محمد بن حسن ختلی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت کی سعادت حاصل کی اور انہی کی خدمت میں رہ کر سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیرو مرشد کی شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"میں نے اپنے پیر و مرشد سے بڑھ کر کوئی مردِ خدا نہیں دیکھا۔ میرے مرشد رسمی چیزوں کے سخت مخالف تھے اور یہی وجہ تھی کہ ان کا لباس بھی صوفیوں کی رسوم کے مطابق نہ تھا۔"

پیروں اور فقیروں کا غلام:

حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف کشف المحجوب میں فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے پیرو مرشد کو وضو کروا رہا تھا کہ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ جب اللہ عزوجل نے ہر بات تقدیر میں لکھ دی ہے تو پھر لوگ کیوں آزاد ہونے کے باوجود کرامت اور فیوض و برکات کی اُمید میں پیروں اور فقیروں کے غلام بنتے ہیں اور بے پناہ محنتیں اور ریاضتیں کرتے ہیں۔ ابھی میرے دل میں یہ خیال پیدا ہی ہوا تھا کہ میرے پیرو مرشد کو بذریعہ کشف میرے باطنی حالات سے آگاہی حاصل ہوگئی اور انہوں نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"صاحبزادے! میں تمہاری کیفیت سے بخوبی آگاہ ہوں۔ یہ بات جان لو کہ ہر کام کا ایک سبب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر کام کے لئے

اسباب پیدا کر رکھے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو نوازنا چاہتا ہے اور اسے تاج عرفان و مملکت عشق سے نوازنا چاہتا ہے تو پہلے اس کو گناہوں سے توبہ کی توفیق دیتا ہے اور پھر اسے اپنے کسی مقبول بندے کی خدمت میں مشغول کر دیتا ہے تا کہ وہ اس کی خدمت کر کے تمام مراتب قربِ خداوندی حاصل کر سکے۔"

محبوب کی طلب:

حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ محبت یہ ہے کہ محب اپنی صفات کو محبوب کی طلب میں محو کر دے اور محبوب کا اثبات اس کی ذات نے قائم کرے یعنی جب محبوب باقی ہوگا تو لازمی طور پر محب فانی ہو جائے گا اس لئے کہ محبوبؐ کی ذات کی بقاء غیر محبوب کی نفی کر کے اپنا تصرف مطلق کرے گی اور محبت کی صفت فنا ہو تو پھر محبوب کی ذات کے سوا کچھ نہیں رہتا اور یہ ہرگز روا نہیں کہ محبت اپنی صفت میں قائم رہے اس لئے کہ جو اپنی صفت سے قائم ہوتا ہے اور وہ محبوب کے جمال سے ہے تو وہ لازمی طور پر اسے اپنی صفات کی نفی اور محبوب کی ذات کا اثبات مطلوب ہوگا۔

سیر و سیاحت:

حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ سیر و سیاحت میں گزارا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس طویل سیر و سیاحت کے دوران عراق، شام، لبنان، آذربائیجان، خراسان، کرمان، خوزستان، ترکستان، طبرستان اور ماوراالنہر کے شہروں اور قریوں میں تلاشِ حق کے لئے سرگرداں رہے تب کہیں جا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو گوہر مقصود حاصل ہوا۔ دورانِ سفر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے بھی ہوئی جن سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے روحانی فیوض و برکات حاصل کئے۔

عقیدت امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ کا امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بے حد محبت تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ حنفی المسلک تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب بھی امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیا جاتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی بے پناہ عقیدت کا اظہار فرماتے۔ امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت کے متعلق حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ دورانِ سفر ملک شام میں حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کے مزارِ مبارک پر حاضر ہوا۔ اس دوران میں ان کے مزارِ پاک کے سرہانے کچھ دیر کے لئے لیٹ گیا اور مجھے اونگھ آ گئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ مکرمہ میں موجود ہوں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بوڑھے شخص کو گود میں اٹھائے ہوئے تھے۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قدم بوسی کی سعادت حاصل کی۔ پھر میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان بوڑھے شخص کے بارے میں دریافت کیا کہ یہ بزرگ کون ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ میری اُمت کے امام، امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس خواب کے بعد میرے دل میں امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اوصافِ حمیدہ مزید واضح ہو گئے اور میں نے جان لیا کہ جس شخصیت کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر چاہتے ہوں اس کا مقام عام فہم وفراست سے بالاتر ہے۔

شیخ ہندی سرکار رحمۃ اللہ علیہ:

حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ جب مرشد پاک کے حکم سے لاہور تشریف لائے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دریائے راوی کے کنارے اپنا علم لگایا اور عبادت میں مصروف ہو گئے۔ ایک دن ایک بوڑھی عورت اپنے سر پر دودھ سے بھرا

ہوا ایک برتن اٹھائے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سے گزری۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس عورت سے دریافت کیا کہ اس برتن میں کیا لے جا رہی ہو؟ اس بوڑھی عورت نے کہا کہ وہ گورنر لاہور رائے راجو کے لئے دودھ لے جا رہی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس عورت سے کہا کہ تم دودھ مجھ دے دو۔ اس عورت نے کہا کہ اگر میں دودھ رائے راجو کو نہیں دوں گی تو ہمارے جانور خون دینا شروع ہو جائیں گے۔

حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ نے اس عورت سے فرمایا کہ تم مجھے تھوڑا سا دودھ دے دو تمہارا فائدہ ہو جائے گا۔ اس بوڑھی عورت نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تھوڑا دودھ دے دیا۔ جب شام کے وقت اس بوڑھی عورت نے اپنے جانوروں کا دودھ دوہنا شروع کیا تو جانوروں نے اتنا زیادہ دودھ دیا کہ گھر کے تمام برتن بھر گئے۔ اس بوڑھی عورت نے حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ کی اس کرامت کا ذکر اپنے ہمسایوں سے کیا اور یوں یہ خبر آناً فاناً پورے شہر میں پھیل گئی اور لوگ جوق در جوق دودھ لے کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آنا شروع ہو گئے۔

گورنر لاہور رائے راجو کو جب حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ کی اس کرامت کو پتہ چلا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت مغرورانہ انداز میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہا کہ میرے پاس بہت سے کمال ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میرا دودھ بند کر کے اچھا نہیں کیا۔ حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نہ تو کوئی جادوگر ہوں اور نہ ہی کوئی شعبدہ باز، میں تو اللہ عزوجل کا ایک عاجز سا بندہ ہوں اور اگر تم اپنا کوئی کمال دکھانا چاہتے ہو تو دکھاؤ۔

رائے راجو نے جب حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ کی بات سنی تو ہوا میں اڑنا شروع کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نعلین مبارک اتاریں اور نعلین مبارک فضا میں بلند ہوتا ہوئیں اور رائے راجو کے سر پر لگنا شروع ہو گئیں اور اسے زمین پر لا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں گرا دیا۔ رائے راجو نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت

دیکھی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے معافی کا طلب گار ہوا اور توبہ کر کے مسلمان ہو گیا۔
حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ نے رائے راجو کا نام شیخ ہندی رکھا جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر بلند روحانی مراتب پر فائز ہوئے۔ حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ کی اولادِ پاک ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک کی سجادہ نشین بنی۔

حاضری مزارِ پاک حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ:

حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے ساتھ کچھ ایسا معاملہ پیش آ گیا کہ باوجود کوششوں کے وہ حل نہ ہو سکا۔ چنانچہ میں بسطام میں شیخ المشائخ، سیّد الاولیاء حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر معتکف ہوا اور مجھ پر میرا معاملہ منکشف ہو گیا۔
حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے جب بھی کوئی ایسا مسئلہ درپیش ہوتا جس کا حل مجھے نہ مل پاتا تو میں حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر معتکف ہوتا اور وہ معاملہ مجھ پر منکشف ہو جاتا۔

اظہارِ عقیدت سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ:

سلسلہ عالیہ چشتیہ کے مشہور بزرگ سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی المعروف خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کو جب مدینہ منورہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور انہیں ہندوستان کی ولایت عنایت ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ بفرمانِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہندوستان میں وارد ہوتے ہی سب سے پہلے حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر اپنی ولایت کی تصدیق کے لئے معتکف ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر چالیس روز تک چلہ کیا۔ چالیسویں روز آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور داتا گنج بخش حضرت

سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

اس شعر مبارک کے پڑھنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی اور حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت کی تصدیق کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سلطان الہند کا خطاب دیا اور اجمیر جانے کا حکم دیا جو اس وقت ہندوستان کا تخت تھا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی چلہ گاہ آج بھی حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں موجود ہے اور مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔

اظہارِ عقیدت شیخ الشیوخ والعالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ:

شیخ الشیوخ والعالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کو حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ عقیدت تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب بھی پاک پتن سے لاہور مزارِ پاک پر حاضری دینے کے لئے تشریف لاتے تو برہنہ پا تشریف لاتے تھے اور لاہور ضلع کچہری کے نزدیک واقع ایک ٹیلے پر قیام فرماتے تھے اور جب حاضری کی اجازت ملتی تو گھٹنوں کے بل چل کر مزارِ پاک پر حاضری کی سعادت حاصل کرتے تھے۔ شیخ الشیوخ والعالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی یہ قیام گاہ آج بھی ضلع کچہری لاہور میں ''ٹبہ بابا فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ'' کے نام سے مشہور ہے اور زیارت گاہ ہر خاص و عام ہے۔

فرمان محبوبِ الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء:

سلطان المشائخ محبوبِ الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے حضور داتا

گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''کشف المحجوب'' کے بارے میں فرمایا کہ جس شخص کا کوئی مرشد نہ ہو یہ کتاب اس کے لئے مرشد کا درجہ رکھتی ہے۔

وصال:

حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ بلاشبہ برصغیر پاک و ہند تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دینے والی شخصیات میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۴۶۵ھ کو اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک آج بھی قریباً ایک ہزار سال گزرنے کے بعد بھی مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے اور لاکھوں لوگ آج بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر حاضر ہو کر اپنی دلی مرادیں حاصل کرتے ہیں۔

فرمودات:

- انسان کی بزرگی اور رتبے کی بلندی اُس کی کرامتوں سے نہیں بلکہ کردار کی صفائی سے ہوتی ہے۔
- انسان کی نجات دین کی اتباع میں ہے۔
- جس کام میں نفسانی غرض ہو اُس کام سے برکت اٹھ جاتی ہے۔
- درویش کو چاہئے کہ وہ بادشاہ کی ملاقات کو اپنے لئے سانپ کی ملاقات کے برابر تصور کرے۔
- علم بغیر عمل کے بیکار ہے۔
- ہرنے کی زکوٰۃ ہے اور گھر کی زکوٰۃ مہمان ہے۔

حضور غوث الاعظم

حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

غوث الاعظم، غوث ثقلین، پیرانِ پیر، منبع جود و سخا، بحر شریعت وطریقت، محی الدین حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی المعروف حضور غوث الاعظم دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کا شمار کاملین اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بلند پایہ عالم دین بھی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی مسلمانوں کے لئے ایک نمونہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ریاضت و کرامت بے شمار ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مادر زاد ولی ہیں۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی پیشین گوئی:

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے عالم غیب سے خبر ہوئی کہ پانچویں صدی ہجری کے وسط میں سیّد المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولادِ پاک میں سے ایک قطب العالم پیدا ہوگا جس کا لقب محی الدین ہوگا اور اُس کا نام سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہوگا۔

ابتدائے حال:

حضور غوث الاعظم دستگیر سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جب بارہ برس کا تھا تو اپنے شہر کے مدرسہ میں پڑھنے کے لئے جاتا تھا تو اپنے اردگرد فرشتوں کو چلتے دیکھتا تھا۔ جب میں مدرستہ پہنچتا تو اُن فرشتوں کو یہ کہتے سنتا تھا کہ وہ دوسرے طالب

علموں سے کہتے کہ ہٹ جاؤ اللہ کے ولی کو بیٹھنے کی جگہ دو۔

ایک مرتبہ حضور غوث الاعظم دستگیر سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب میں صغیرسنی میں مدرسہ جاتا تھا تو روزانہ ایک فرشتہ انسانی شکل میں میرے پاس آتا اور مجھے مدرسہ لے کر جاتا تھا اور میرے پاس بیٹھا رہتا تھا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت باسعادت:

حضور غوث الاعظم دستگیر سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حالت بیداری میں نمازِ ظہر سے قبل شہنشاہ کون و مکاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت باسعادت سے مشرف ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ بیٹے! تم وعظ و نصیحت کیا کرو؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری زبان اس کی تاثیر نہیں پاتی۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے منہ کھولنے کا حکم دیا اور میرے منہ میں سات مرتبہ اپنا لعابِ دہن ڈالا اور فرمایا کہ اب تم لوگوں کو وعظ و نصیحت کرو اور اُن کو نیکی کی دعوت دو۔

سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت:

حضور غوث الاعظم دستگیر سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے۔ سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ منہ کھولو۔ میں نے منہ کھولا تو سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے چھ مرتبہ میرے منہ میں تھوکا اور فرمایا کہ وعظ و نصیحت کرو۔ میں نے عرض کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مرتبہ اپنا لعاب دہن میرے منہ میں ڈالا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھ مرتبہ ڈالا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کی وجہ سے میں نے ایک مرتبہ کم لعاب دہن ڈالا ہے۔

وعظ و نصیحت:

حضور غوث الاعظم دستگیر سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں

نے وعظ ونصیحت کا آغاز کیا تو ابتداء میں میرے پاس صرف دو یا تین شخص بیٹھتے تھے لیکن جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنا لعابِ دہن میرے منہ میں ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے میری زبان میں ایسی تاثیر عطا فرمائی کہ لوگ جوق در جوق میری مجلس میں حاضر ہونے لگے۔ ایک وقت ایسا تھا کہ قریباً ستر ہزار لوگوں کا اجتماع ہوتا تھا۔

یہ حضور غوث الاعظم دستگیر سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب اتنے بڑے مجمع کو وعظ ونصیحت کرتے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آواز نزدیک و دور سب کو واضح سنائی دیتی تھی۔

انبیاء علیہم السلام اور اولیائے عظام کی مجلس میں آمد:

اخبار الاخیار میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب مجلس غوثیہ شروع ہوتی اور حضور غوث الاعظم دستگیر سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ وعظ شروع فرماتے تو جملہ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے عظام وملائکہ مجلس میں حاضر ہوتے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام اکثر اوقات مجلس میں حاضرین کے ساتھ موجود رہتے تھے۔

لقب ''محی الدین'' کی وجہ تسمیہ:

حضور غوث الاعظم دستگیر سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے اُن کے لقب ''محی الدین'' کی وجہ تسمیہ معلوم کی گئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں برہنہ پاؤں بغداد شریف کی طرف آرہا تھا کہ راستہ میں مجھے ایک بیمار شخص جو کہ نہایت کمزور تھا اور اُس کا رنگ متغیر تھا مجھے ملا۔ اُس شخص نے مجھے سلام کیا اور قریب آنے کو کہا۔ میں جب اُس کے قریب پہنچا تو اُس نے مجھے سہارا دینے کے لئے کہا۔ میں نے اُس کو سہارا دیا تو وہ دیکھتے ہی دیکھتے تندرست ہو گیا۔ اُس نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا تم مجھے جانتے ہو؟ میں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو اُس نے کہا کہ میں دین اسلام ہوں۔ میں قریب المرگ ہو چکا تھا۔ تمہاری بدولت اللہ تعالیٰ نے مجھے ازسرِنو زندہ کر دیا ہے۔ چنانچہ جب میں وہاں سے رخصت ہو کر شہر میں داخل ہوا تو نماز کا وقت تھا۔ میں نماز کی ادائیگی کے لئے جامع مسجد میں داخل ہوا تو لوگوں نے میرے ہاتھ

چومنے شروع کر دیئے اور مجھے ''محی الدین'' کے نام سے پکارنے لگے۔

عظمت اور بزرگی کا راز:

ایک مرتبہ حضور غوث الاعظم دستگیر سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے اُن کی عظمت اور بزرگی کا راز دریافت کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سچائی میری شان وشوکت اور عظمت کا دارومدار ہے۔ میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا حتیٰ کہ مکتب میں پڑھنے کے دوران بھی کبھی غلط بیانی سے کام نہیں لیا۔

چالیس سال سے عشاء کے وضو کے ساتھ فجر کی نماز:

حضرت ابوالفتح ہروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضور غوث الاعظم دستگیر سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چالیس برس تک رہا۔ اس دوران میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ہمیشہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

ایک رات میں قرآن پاک ختم کرنا:

اخبار الاخیار میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضور غوث الاعظم دستگیر سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک رات میں قرآن پاک ختم کر لیا کرتے تھے۔

شیخ ابوعبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضور غوث الاعظم دستگیر سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے بڑی سختیاں اور مشکلات برداشت کی ہیں جو اگر کسی پہاڑ پر گزرتیں تو وہ پہاڑ پھٹ جاتا۔

تمام ولیوں کی گردنوں پر میرا پاؤں ہے:

حافظ ابوالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور غوث الاعظم دستگیر سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دورانِ گفتگو فرمایا کہ تمام ولیوں کی گردنوں پر میرا پاؤں ہے۔ چنانچہ اُس وقت مجلس میں موجود تمام لوگوں نے

اپنی گردنیں جھکا دیں۔ جس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا اُس وقت تمام عالم میں یہ اعلان گونج اٹھا اور جہاں جہاں بھی اولیاء اللہ موجود تھے سب نے اپنی گردنیں جھکا دیں۔

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضور غوث الاعظم دستگیر سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان کے بارے میں کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ اعلان سنا تو اُس وقت میں خراسان کے پہاڑوں میں مجاہدات میں مشغول تھا۔ میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ اعلان سنتے ہی اپنا سر جھکا لیا اور فرمایا کہ حضور کا پاؤں باقی سب کی گردنوں پر ہے لیکن میرے سر پر ہے۔

عذابِ قبر سے نجات:

ایک روز ایک شخص حضور غوث الاعظم دستگیر سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ حضور! میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے، میں نے اُن کو خواب میں دیکھا ہے تو وہ عذابِ قبر میں مبتلا ہیں۔ اُنہوں نے مجھ سے کہا کہ تم حضور غوث الاعظم دستگیر سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر میرے لئے دعائے خیر کرواؤ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تمہارا والد کبھی میری مجلس میں بیٹھا ہے یا اس کے سامنے سے گزرا ہے؟ تو اُس شخص نے کہا کہ جی ایک مرتبہ اُنہوں نے مجھے بتایا تھا کہ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس کے سامنے سے گزرے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس شخص کے حق میں دعائے خیر فرما دی۔ اگلے دن وہ شخص دوبارہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ میں نے رات اپنے والد کو دوبارہ خواب میں دیکھا۔ وہ بہت خوش تھے اور اُنہوں نے سبز رنگ کا لباس زیب تن کر رکھا تھا۔ اُنہوں نے مجھ سے کہا کہ حضور غوث الاعظم دستگیر سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی بدولت میرے عذاب میں تخفیف کر دی گئی۔

شیطانوں سے مقابلہ:

حضرت شیخ عثمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور غوث الاعظم دستگیر سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانِ مبارک سے سنا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں شب و روز

بیابان اور ویران جنگلوں میں رہا کرتا تھا تو میرے پاس شیطان مسلح ہو کر ہیبت ناک صورتوں میں صف بہ صف آتے اور مجھ سے مقابلہ کرتے۔ وہ مجھ پر آگ پھینکتے تھے۔ مگر میں اپنے دل میں اُن سے مقابلے کے لئے طاقت پاتا تھا۔ مجھے غیب سے ندا سنائی دیتی کہ اے عبدالقادر! اٹھو اور ان کی طرف بڑھو ہم تمہیں ان سے مقابلے میں ثابت قدم رکھیں گے۔ پھر جب میں اُن پر حملہ کرتا تو وہ بھاگ جاتے تھے۔

چور کا قطب ہونا:

حضور غوث الاعظم دستگیر سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضری دینے کے بعد پاؤں ننگے واپس بغداد روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک چور چھپا ہوا تھا اور وہ کسی مسافر کی تاک میں تھا۔ اُس چور نے آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا تو روک لیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بذریعہ کشف اُس کی باطنی کیفیت معلوم ہوگئی۔ آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ نے اُس سے فرمایا کہ میں عبدالقادر ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا تھا کہ وہ چور قدموں میں گر گیا اور معافی کا خواستگار ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کو معاف کر دیا۔ اُس چور نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ مجھے سیدھا راستہ دکھا دیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کی طرف نظر شفقت فرمائی تو وہ چور قطب دوراں کے عہدے پر فائز ہو گیا۔

پانی پر حکومت:

ایک مرتبہ دریائے دجلہ میں سیلاب آ گیا۔ دریا کی طغیانی کی شدت کی وجہ سے لوگ نہایت پریشان ہوئے اور حضور غوث الاعظم دستگیر سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کی درخواست کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا عصا مبارک پکڑا اور دریا کی جانب چل دیئے۔ دریا کے کنارے پہنچ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا عصا دریا کی اصلی حد پر نصب کر دیا اور دریا سے فرمایا کہ اپنی حد میں رہ۔ چنانچہ اُسی وقت دریا میں پانی کم ہونا شروع ہو گیا اور دریا اپنی اصلی حالت میں واپس چلا گیا۔

ستر گھروں میں افطاری کرنا:

ایک مرتبہ رمضان المبارک میں بغداد کے ستر گھروں کی طرف سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بیک وقت افطاری کی دعوت آئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سب کی دعوت قبول فرمائی۔ ہر دعوت دینے والے دوسرے کی دعوت سے بے خبر تھا۔ جب افطاری کا وقت ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہر گھر میں افطاری فرمائی اور ساتھ ہی ساتھ خانقاہ میں اپنے خدام کے ساتھ بھی افطاری فرمائی۔

اگلے دن صبح کے وقت ہر فرد ایک دوسرے کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی افطاری کی سعادت کے بارے میں بتانے لگا۔ جب یہ خبر بغداد میں پھیلی تو خدام بھی پریشان ہو گئے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ تو ہمارے ساتھ موجود تھے۔ اُنہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمام لوگ اپنے قول میں سچے ہیں اور میں نے اُن سب کی دعوت قبول فرمائی تھی اور اُن کے ساتھ افطاری کی ہے۔

مردہ کو زندہ کرنا:

اسرار الطالبین میں مرقوم ہے کہ ایک دن حضور غوث الاعظم دستگیر سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک محلّہ سے گزر رہے تھے کہ ایک مسلمان اور عیسائی آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُن سے جھگڑنے کی وجہ پوچھی تو مسلمان نے عرض کیا کہ یہ عیسائی کہتا ہے کہ ہمارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمہارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہیں جبکہ میں کہتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں۔

حضور غوث الاعظم دستگیر سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سن کر عیسائی سے فرمایا کہ تمہارے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام افضل ہیں؟ تو اُس عیسائی نے جواب دیا کہ ہمارے نبی مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نبی تو نہیں ہوں بلکہ اپنی نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی اور اُن کا غلام ہوں۔ اگر میں مردہ زندہ کر دوں تو کیا تم ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو افضل مان لو گے؟ اُس

عیسائی نے کہا کہ اگر ایسا ہو جائے تو میں مان لوں گا۔

حضور غوث الاعظم دستگیر سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی پرانی قبر کے بارے میں دریافت کیا تو اُنہیں ایک پرانی قبر دکھا دی گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس عیسائی سے پوچھا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردہ کو زندہ کرتے تھے تو کیا کلام کرتے تھے؟ اُس عیسائی نے کہا کہ وہ اُس مردے کو کہتے تھے کہ اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس قبر کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے فرمایا کہ صاحب قبر گویا تھا اور اگر تو چاہتا ہے کہ یہ گاتا ہوا قبر سے باہر آئے تو میں یہ بھی کر سکتا ہوں۔ اُس عیسائی نے کہا کہ میں بھی یہی چاہتا ہوں۔

حضور غوث الاعظم دستگیر سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے قبر کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا میرے حکم سے اٹھ۔ پس قبر شق ہوگئی اور مردہ زندہ ہو کر گاتا ہوا قبر سے باہر نکل آیا۔ جب اُس عیسائی نے یہ کرامت دیکھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا قائل ہو گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دست شفقت پر مشرف بہ اسلام ہوا۔

اتباع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضور غوث الاعظم دستگیر سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیشہ حضور نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرو کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ کتاب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن کسی حال میں بھی مت چھوڑو۔ پنجگانہ نماز ادا کرو اور اپنی ہر نماز خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرو تا کہ تمہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب حاصل ہو سکے۔

زہد و تقویٰ:

ایک مرتبہ حضور غوث الاعظم دستگیر سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے زہد اور تقویٰ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً فرمایا کہ انسان کو چاہئے کہ اُن تمام کاموں سے باز رہے جن سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

زہد و تقویٰ کی دس شرائط ہے۔ اول زبان کو قابو میں رکھے۔ دوم غیبت سے

بچے۔ سوم کسی کو حقیر نہ سمجھے اور اُس کا مذاق نہ اڑائے۔ چہارم غیر محرم کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھے۔ پنجم راست بازی اختیار کرے۔ ششم انعامات و اکرام ربی کا شکر ادا کرے تاکہ نفس میں تکبر اور غرور پیدا نہ ہو۔ ہفتم نفسانی خواہشات کو قابو میں رکھے اور راہِ خدا میں مال خرچ کرتا رہے۔ ہشتم اپنی ذات کے لئے بھلائی اور بہتری کا خواہش مند نہ ہو۔ نہم فرض نمازیں باجماعت ادا کرے۔ دہم سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماعِ اُمت پر قائم رہے۔

حضور غوث الاعظم دستگیر سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص علم پر عمل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کے علم سے وسعت پیدا کر دیتا ہے اور اُس کی برکت سے علم لدنی جو اُسے حاصل نہ تھا وہ سکھلاتا ہے۔

وصیت بوقت وصال:

حضور غوث الاعظم دستگیر سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بوقت وصال اپنے صاحبزادے سیّد عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا اور اُن کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ برخودار! تقویٰ کو اپنے اوپر لازم کر لو۔ اللہ کے سوا کسی سے خوف مت کھانا۔ توحید کو تھامے رکھنا۔ جب دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ درست ہو جائے تو اس سے کوئی چیز خالی نہیں رہتی اور اس کے احاطۂ علم سے کوئی چیز باہر نہیں نکلتی۔ بعد از نصیحت آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا کہ اب تم میرے پاس سے ہٹ جاؤ کیونکہ میں ظاہراً تمہارے ساتھ ہوں اور باطناً تمہارے سوا کے ساتھ یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔ اس وقت تمہارے علاوہ یہاں کچھ اور حضرات بھی تشریف لائے ہوئے ہیں تم اُن کے لئے جگہ کشادہ کر دو۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کلمہ پڑھا اور اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ بوقت وصال آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک پر لفظ اللہ اللہ جاری تھا۔

فرمودات:

- شکستہ قبروں میں غور کرو کہ کیسے کیسے حسینوں کی مٹی خراب ہو رہی ہے۔
- دنیا کی محبت سے خاصانِ خدا کو پہچاننے والی آنکھ اندھی رہتی ہے۔

- ظالم مظلوم کی دنیا بگاڑتا ہے اور اپنی آخرت۔
- عاقل پہلے اپنے قلب سے پوچھتا ہے پھر منہ سے بولتا ہے۔
- غیر ضروری بات کا جواب دینے سے اپنی زبان کو بند رکھو تاکہ خود فضول باتوں سے بچے رہو۔
- مومن کے لئے دنیا ریاضت و عبادت کا گھر ہے اور آخرت راحت کا گھر ہے۔
- خدا کے دشمنوں کو راضی رکھنا عقل و دانش سے دور ہے۔
- مقامِ فنا یہ ہے کہ باطن میں خدائے واحد کے سوا کسی کا شعور باقی نہ رہے۔
- کلامِ الٰہی پر عمل کرو اس کے حرفوں کی سیاہی میں وہ سفیدی چھپی ہوئی ہے جو تمہارے گناہوں کی سیاہی کو دور کر کے تمہارے دل کو نورِ ایمان سے روشن کر دے۔
- تم مخلوق کی غم خواری کرو اللہ تمہاری غم خواری کرے گا۔
- موت کو یاد رکھنا نفس کی تمام بیماریوں کا علاج ہے۔
- شریعت کی پابندی کے بغیر روحانی ترقی ممکن نہیں۔
- دین کو کمائی کا ذریعہ نہ بناؤ۔
- دل کی اصلاح تقویٰ سے ہوتی ہے۔

حضرت میاں میر قادری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ طریقت، شمس العارفین، رئیس المشائخ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ واقف رموزِ حقیقت کا تعلق سلسلہ قادریہ سے ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو برصغیر پاک و ہند میں قادریہ سلسلہ میں نمایاں مقام حاصل ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب اٹھائیس واسطوں سے امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سیوستان موجودہ سیہون شریف میں پیدا ہوئے۔

بیعت کی سعادت:

حضرت میاں میر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ملاقات سیوستان کے پہاڑوں میں حضرت خضر سیوستانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خضر سیوستانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی درخواست کی تو اُنہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے حلقہ ارادت میں شامل کر لیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیعت کا واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ میں ابتدائی تعلیم و تربیت سے فارغ ہونے کے بعد اپنی والدہ ماجدہ سے اجازت لے کر سیوستان کے پہاڑوں کی طرف نکل گیا۔ وہاں پر میں نے دیکھا کہ پہاڑ کے دامن میں ایک تنور ہے جس کو پتھر سے ڈھک دیا گیا ہے۔ میں نے پتھر اٹھا کر دیکھا تو تنور گرم تھا اور اُس میں ایک پتھر رکھا ہوا تھا۔ میں حیران رہ گیا۔ میں نے اِدھر اُدھر نگاہ دوڑائی تو میں حیران رہ گیا کہ اس پہاڑ میں کون ہے جس نے تنور بنا رکھا ہے؟ اِدھر اُدھر دیکھنے پر جب مجھے کوئی نظر نہ آیا تو میں نے سمجھ لیا کہ یہ ضرور کسی بزرگ کی قیام گاہ ہے جو سردی سے بچاؤ کے لئے بنائی گئی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے فیصلہ کیا کہ جب تک اس بزرگ کی زیارت

نہ کرلوں گا یہاں سے نہ جاؤں گا۔ چنانچہ میں نے اُس جگہ قیام کرلیا حتیٰ کہ تین دن گزر گئے اور میں بھوکا پیاسا وہاں بیٹھا رہا۔ شدید سردی تھی اور میرا دل چاہ رہا تھا کہ میں اس تنور میں بیٹھ جاؤں تا کہ سردی کی شدت میں کمی ہو مگر یہ خیال بھی دل میں آتا کہ یہ کسی بزرگ کی جگہ ہے اس لئے اس جگہ پر بیٹھنا ادب کے تقاضوں کے خلاف ہے۔

تین دن گزرنے کے بعد حضرت شیخ خضر سیوستانی رحمۃ اللہ علیہ وہاں تشریف لائے۔ میں نے آگے بڑھ کر اُن کو سلام کیا تو اُنہوں نے میرے سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ میر محمد کیسے ہو؟ حضرت شیخ خضر سیوستانی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے نام سن کر میرا یقین مزید پختہ ہو گیا۔ اس دوران حضرت شیخ خضر سیوستانی رحمۃ اللہ علیہ نے پھر دریافت کیا کہ کب آئے ہو؟ میں نے عرض کی حضور تین دن سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انتظار کر رہا ہوں۔ چنانچہ میں نے حضرت شیخ خضر سیوستانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی درخواست کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اپنے حلقہ ارادت میں شامل فرما لیا۔

درجہ کمال:

مرشد کامل سے بیعت ہونے کے بعد حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر الٰہی کو اپنا مشغلہ بنا لیا اور ریاضت و مجاہدے میں مشغول ہو گئے۔ کچھ ہی عرصہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مرشد کامل کی صحبت سے بہت فیض حاصل کیا اور گوہر مقصود پایا جس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو درجہ کمال تک پہنچا دیا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مرشد پاک کے حکم سے لاہور تشریف لے گئے۔

گوشہ نشینی:

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ جب لاہور تشریف لائے تو اُس وقت مغلوں کا زمانہ تھا اور مغل شہنشاہ جلال الدین محمد اکبر تخت نشین تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لاہور میں مختلف مساجد کے حلقہ درس میں شمولیت اختیار کی۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت گوشہ نشینی کی طرف مائل ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علائق دنیا سے لاتعلقی اختیار کر لی۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ

لاہور میں مختلف اولیائے کرام کے مزارات پر حاضری دیتے رہتے تھے۔ نماز کا وقت ہوتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں باجماعت نماز کی ادائیگی کے لئے تشریف لے جاتے علاوہ ازیں کسی باغ میں چلے جاتے اور وہیں قیام فرماتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ باغوں میں جا کر عبادت کرنا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔

توکل:

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے توکل کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے لکڑی کا ایک خوبصورت عصا خدمت میں پیش کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اُس عصا کو لے کر کچھ قدم چلے پھر اُس کو پھینک دیا اور فرمایا کہ لاٹھی پر تو اُس شخص کو بھروسہ کرنا چاہئے جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہیں کرتا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے اُس کو لاٹھی کی ضرورت نہیں ہوتی۔

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کا لباس:

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کا لباس انتہائی صاف ستھرا ہوتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کھدر کے موٹے کپڑے زیب تن فرماتے تھے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لباس میلا ہو جاتا تو دریا پر جا کر خود اپنے ہاتھوں سے اپنے کپڑے دھوتے اور مریدوں سے فرماتے کہ اپنے کپڑے اور سر کو صاف رکھا کرو اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لباس ایسا ہونا چاہئے کہ کوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شناخت نہ کر سکے کہ یہ کوئی درویش ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سر پر سفید عمامہ باندھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کبھی کسی نے گوڈری پہنے نہیں دیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدوں کو حکم دیا کہ وہ گوڈری کی جگہ سادہ لباس پہنیں تا کہ کوئی بھی شخص اُنہیں دیکھ کر صوفی نہ سمجھے اور وہ اپنے احوال کو لوگوں پر عیاں نہ ہونے دیں۔

درویشوں کی بھوک کو ختم کرنا:

سکینۃ الاولیاء کے مصنف ''دارالشکوہ'' تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت

میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ چار درویش آپس میں ملے اور اکٹھے پہاڑ کی جانب چل پڑے۔ یہ پہاڑ سیوستان میں واقع ہے۔ ان درویشوں کو تین دن تک اُس پہاڑ پر کھانے کو کچھ نہ ملا۔ تیسرے دن اُن میں سے ایک درویش نے باقی درویشوں سے کہا کہ آپ لوگ تشریف رکھیں میں آگے جا کر کھانے کی کچھ چیز تلاش کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ درویش اُن درویشوں سے آگے نکل گیا اور ابھی وہ چند قدم ہی دور گیا تھا کہ اُس کو نہر شیریں پانی کی دکھائی دی جبکہ نہر کی دوسرے کنارے پر ایک پھل دار درخت بھی تھا جس کی شاخیں نہر کے اوپر جھکی ہوئی تھیں۔ اس اثناء میں باقی تین درویش بھی اُس جگہ پہنچ گئے اور اُنہوں نے وہاں سے اپنے حسب حال پانی پیا اور پھل کھایا۔ جب وہ تینوں درویش پھل کھا چکے اور پانی پی چکے تو اُنہوں نے پہلے درویش سے کہا کہ تم بھی کچھ کھالو اور پانی پی لو۔ پہلے درویش نے کہا مجھے اس پھل اور پانی کی کوئی حاجت نہیں۔

شہزادہ دارالشکوہ تحریر فرماتا ہے کہ اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ پانی کی نہر اور پھل کا درخت وہ درویش خود تھا جو دوسرے درویشوں کی بھوک اور پیاس مٹانے کے لئے آیا تھا۔ شہزادہ دارالشکوہ تحریر لکھتا ہے کہ وہ درویش حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ خود تھے۔

شب وروز کے معمولات:

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے خادم خاص بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ ضعیف ہو گئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے باغوں میں جانا چھوڑ دیا اور اکثر اوقات اپنے حجرہ کے اندر عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ دن کے وقت لوگوں کا ایک ہجوم ہوتا تھا جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اپنے دینی اور دنیاوی مسائل کے حل کے لئے تشریف لاتے تھے۔

وصال:

قطب زمانہ امام طریقت حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ ساٹھ برس تک لاہور میں

فیوض و برکات کے موتی لٹانے کے بعد اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئے۔ بوقت وصال آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک پر وردِ اللہ جاری تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک میاں میر روڈ لاہور کینٹ میں مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔

فرمودات:

- اگر قلب میں خطرات میں سے کوئی ایک خطرہ بھی موجود ہوگا تو اُس شخص کا حال یہ ہے کہ وہ اصل میں تارک اور اللہ تعالیٰ کا سچا عاشق نہیں۔
- اپنا لباس ایسا رکھو کہ بظاہر کوئی نہ پہچان سکے کہ تم صوفی ہو۔
- حضوری قلب سے جو نماز ادا کی جائے گی وہ نماز ضرور بارگاہِ الٰہی میں قبول ہو گی۔
- علائق دنیا سے محفوظ رہنے کے لئے جنگلوں میں جا کر خلوت میں عبادتِ الٰہی کرنے سے گوہرِ مقصود جلد حاصل ہوتا ہے۔
- دعا مانگتے وقت اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ کو ہی مانگو نہ کہ غیر اللہ کو۔
- اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی دوست ہے نہ کوئی مہربان۔

حضرت مادھولال حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ، پیکرِ شریعت وطریقت حضرت مادھولال حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ ۹۴۵ھ میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کا نام شیخ عثمان تھا۔

سعادتِ بیعت:

حضرت مادھولال حسین رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو چھوٹی عمر میں ہی قرآن مجید پڑھانے کے لئے شیخ ابوبکر کے مدرسہ میں داخل کروادیا جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ان دنوں وہاں آئے ہوئے حضرت بہلول دریائی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے ان سے ہوئی جن کے دستِ حق پر حضرت مادھولال حسین رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

عبادت وریاضت:

حضرت مادھولال حسین رحمۃ اللہ علیہ نے دریائے راوی کے کنارے قیام فرمایا اور عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو گئے حتیٰ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس حالت میں چھتیس برس گزر گئے۔ اس تمام عرصہ کے دوران حضرت مادھولال حسین رحمۃ اللہ علیہ نے ہر طرح کی موسمی سختیاں برداشت کیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ رات کے وقت تلاوت کلام پاک شروع کرتے اور صبح فجر کی نماز تک قرآنِ پاک ختم کر لیتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد پاک کے حکم سے روزانہ حضور داتا گنج بخش حضرت سیدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک پر حاضری دیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ روزانہ بلاناغہ حضور داتا گنج بخش حضرت سیدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر قرآن مجید کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

زیارت حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ:

ایک مرتبہ رمضان المبارک کے دنوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر حاضر تھے اور تلاوتِ کلامِ پاک میں مشغول تھے کہ ایک نورانی صورت بزرگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان بزرگ سے دریافت کیا کہ وہ کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ میں علی بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ ہوں اور تم بلا ناغہ میرے مزار پر حاضر ہوتے ہیں اور تلاوتِ کلامِ پاک کرتے ہو اللہ عزوجل نے تمہاری اس خدمت کے بدلے میں ولی کامل بنا دیا ہے اور تمہاری زبان میں تاثیر پیدا کر دی ہے اب تم اپنی زبان سے جو فرماؤ گے اللہ عزوجل وہی کر دے گا۔ اب تم توحید کے دریائے وحدت میں غرق ہو جاؤ۔

حضرت مادھو لال حسین رحمۃ اللہ علیہ کی حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ سے اس ملاقات کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عادت میں کوئی فرق نہ آنے دیا بلکہ اور زیادہ عقیدت سے مزارِ پاک پر حاضر ہونے لگے۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ پر حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کرم سے بے شمار رازِ الٰہی منکشف ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ عبودیت کو چھوڑ کر ربوبیت کے درجہ میں جا ملے اور فنا فی اللہ کی منزل میں بقا ہو گئے۔

حالت جذب وسکر:

صاحب حقیقۃ الفقراء تحریر فرماتے ہیں کہ چھتیس برس کی عمر میں حضرت مادھو لال حسین رحمۃ اللہ علیہ کیفیت جذب وسکر میں گم ہو گئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر و بیشتر والہانہ رقص کرنا شروع کر دیتے۔ اس کیفیت میں حضرت مادھو لال حسین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ریش مبارک منڈوا لی اور ملامتی اولیاء کا حلیہ اختیار کر لیا تا کہ لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے نفرت کرنے لگے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اطمینان سے اللہ عزوجل کی عبادت میں مشغول رہ سکیں۔

وصال:

حضرت مادھو لال حسین رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰۰۸ھ بمطابق ۱۵۹۹ء کو لاہور میں وصال پایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو لاہور میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت کے مطابق شاہدرہ کے علاقہ میں مدفون کیا گیا جہاں بارہ سال بعد دریائے راوی کی طغیانی کی وجہ سے جسم اطہر کو نکال کر موجودہ مزارِ پاک باغبانپورہ منتقل کر دیا گیا جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک آج بھی مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔

فرمودات:

- دعا سے اپنی نفی کرو۔
- ایمان محبت کامل کا نام ہے۔
- انسان اس کے ساتھ رہتا ہے جس سے محبت کرتا ہے۔
- ہر شے بھول جاؤ مگر رب کو نہ بھولو۔
- محبت میں ادب اور بے ادبی کا فرق نہیں۔
- کسی کو برا نہ کہو نہ ہی برا سمجھو۔

حضرت نوشہ گنج قادری رحمۃ اللہ علیہ

طریقت قادریہ کے شاخ نوشاہیہ کے بانی حضرت نوشہ گنج قادری رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ قادریہ میں آفتاب کی مانند ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ علوم ظاہری و باطنی کے جامع ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام حاجی محمد تھا مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے لقب نوشہ گنج کے نام سے مشہور ہوئے۔حضرت نوشہ گنج قادری رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار کا نام حضرت سیّد علاؤالدین حسین غازی رحمۃ اللہ علیہ تھا جو اپنے دور کے نابغہ روزگار اولیاء اللہ میں شمار ہوتے تھے۔

حضرت نوشہ گنج قادری رحمۃ اللہ علیہ ۹۵۹ھ بمطابق ۱۵۵۲ء میں شیر شاہ سوری کے عہد میں تحصیل پھالیہ کے ایک گاؤں گھوگھانوالی میں پیدا ہوئے۔حضرت نوشہ گنج بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد ماجد حضرت سیّد علاؤالدین حسین غازی رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے چچا حضرت شاہ رحیم الدین علوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔

ریاضت و عبادت:

عالم شباب میں حضرت نوشہ گنج رحمۃ اللہ علیہ گھر سے جنگل کی جانب چلے گئے اور یادِ الٰہی میں مشغول ہو جاتے تھے اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ گھاس کے پتے کھا کر روزہ رکھتے اور افطار کرتے رہے۔جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کو جنگل کی خبر ہوئی تو وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو لینے جنگل آ گئیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ساتھ واپس گھر لے آئیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ نے گھر لا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نکاح حضرت شیخ فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے کر دیا۔

سیر و سیاحت:

شادی کے بعد حضرت نوشہ گنج رحمۃ اللہ علیہ سیر و سیاحت کے لئے نکل پڑے اور

سیاحت کے دوران لاہور تشریف لائے۔ لاہور میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور داتا گنج بخش حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر قیام کیا اور روحانی فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے۔ بعدازاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سخی پیر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دست بیعت کی سعادت حاصل کی اور سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت نوشہ گنج رحمۃ اللہ علیہ نے سیاحت کے دوران برصغیر پاک و ہند کے دور دراز علاقوں کے علاوہ افریقہ، عرب و عجم کی بھی سیر کی اور مصر کی ایک جامع مسجد میں حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات سے مشرف ہوئے۔

تبلیغ اسلام:

حضرت نوشہ گنج رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی دین اسلام کی تبلیغ کے لئے وقف کر رکھی تھی اور دین کی تبلیغ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرضِ اولین میں شامل تھی۔ مغربی تاریخ نویس پروفیسر آرنلڈ نے اپنی تحقیق میں اس بات کا اعتراف کیا کہ حضرت نوشہ گنج رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغ سے دو لاکھ ہندو حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

اخلاق و عادات:

حضرت نوشہ گنج رحمۃ اللہ علیہ خلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا مجسم نمونہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ غریبوں اور مسکینوں کے ساتھ محبت رکھتے تھے اور یتیموں کے سروں پر دست شفقت رکھتے تھے۔ کسب حلال میں کوئی عار نہ سمجھتے تھے اور اپنے تمام کام خود اپنے ہاتھوں سے سرانجام دیتے تھے۔ لباس ہمیشہ سادہ استعمال کرتے تھے۔ امیر و غریب سب سے یکساں طریقے سے پیش آتے تھے اور مہمان نوازی کو عبادت کا درجہ دیتے تھے۔

زورِ ولایت:

کتب سیر میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ لاہور تشریف لائے تو ان دنوں شاہی پہلوان شیر علی کا شہرہ عام تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس پہلوان کو دیکھنے کے لئے تشریف

لے گئے۔ شیر علی پہلوان نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو اُس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قد کاٹھ سے سمجھا کہ شاید کوئی پہلوان مقابلہ کے لئے آیا ہے۔ اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو چیلنج کیا اور جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کشتی شروع کرنے سے پہلے اس سے ہاتھ ملایا تو اس کا ہاتھ اس زور سے دبایا کہ اس کے ہاتھ سے خون جاری ہو گیا۔ شیر علی پہلوان سمجھ گیا کہ یہ کوئی پہلوان نہیں بلکہ ولی ہیں اور ایسی طاقت کسی عام بندے کی نہیں ہوتی بلکہ یہ طاقت زورِ ولایت ہے۔

وصال:

حضرت نوشہ گنج رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰۶۴ھ بعہد شاہ جہان وصال پایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک رنمل شریف ضلع گجرات میں مرجع گاہ خلائق خاص وعام ہے۔

فرمودات:

- فقیر وہ ہے جس کی زبان شمشیر کی مانند ہو۔
- درویش وہ ہے جو امراء کی صحبت سے دور رہے۔
- کرامات دکھانے سے بہتر نصف عقل ہے جو راہِ راست پر رکھے۔
- مرید وہ ہے جو سلوک کی خاطر مرشد پر سب کچھ قربان کر دے۔
- اگر طالب باطنی مراتب چاہتا ہے تو ہمہ قسم کے دنیاوی نظاروں سے دل کو بند کر دے۔
- عشق کا مجاہدہ و مراد مشاہدہ حق پر منحصر ہے۔

حضرت میاں محمد بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اپنے دور کے نابغہ روزگار اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کشف و کرامت بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی اور روحانی بصیرت سے ایک عالم سیراب ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ' حضرت میاں غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت ہوئے اور اُن کی صحبت میں رہ کر سلوک کی منازل طے فرمائیں۔ حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ عابد' زاہد اور اہل ریاضت تھے۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصیات اور امتیازی اوصاف قابل ذکر ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دل میں درد اور شوق غالب رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اندر عشق الٰہی کی آگ شعلہ زن تھی۔

دنیا مسافر خانہ ہے:

ایک مرتبہ حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ کے برادرم فضل الٰہی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سردیوں میں سرد پانی سے وضو کرتے ہوئے دیکھ کر اپنی مرضی سے ایک بڑا حمام جس میں غسل کے واسطے بھی گرم پانی کافی میسر ہو سکے امرتسر سے منگوا کر دربار شریف لا کر حاضر کیا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حمام کو دیکھا تو نہایت ناراضگی کا اظہار کیا اور ارشاد فرمایا کہ تمہارا یہ خیال ہے کہ مجھ کو ایسے سامان تکلف اور زیبائش کے میسر نہیں آ سکتے۔ میں محتاج نہیں ہوں لیکن فقیر ہوں اور فقیر کے واسطے یہ دنیا مسافر خانہ ہے اور یہ سامان جس کو تم قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہو فقیر کی نظر میں اس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔

ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مریدوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ فقیری تو بہت دور کی منزل ہے لیکن اس عاجز کی نظر میں خاک اور زر برابر ہیں۔

مرشد کامل کے اوصاف:

مرشد کامل کون ہوتا ہے اور اس کے کیا اوصاف ہوتے ہیں اس شے کو پانا راہ حق تلاش کرنے والوں کے لئے لازم ہے۔ مرشد کامل کی چار علامات بیان کرتے ہوئے حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اول متبع شریعت ہو کسی شیخ کامل کی صحبت میں رہ کر سلوک تمام کر کے منازل قرب و وصال فنافی اللہ اور بقاباللہ طے کر چکا ہو۔ دوم جب ان کی صحبت میں بیٹھو کم از کم اس وقت کے لئے دل میں اللہ تعالیٰ عزوجل کی جانب رجوع پیدا ہو۔ سوم ان کے مریدین کو دیکھنا چاہئے کہ ان میں کیا اثر پیدا ہوتا ہے۔ یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ ان کی نسبت لازم ہے یا متعدی' وہ صرف اپنے لئے کامل ہے یا دوسروں کی ہدایت کا کام بھی اس کے سپرد ہوا ہے۔ چہارم فرائض' سنن' نوافل' عبادات کی بجا آوری اور محرکات یعنی حرام کاموں سے اجتناب اور جائز و ناجائز کاموں میں تمیز کر سکتا ہو۔

مرشد کامل کی عظمت:

ایک مرتبہ حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ سے مرشد کامل کی عظمت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مرشد کامل کی یہ عظمت ہوتی ہے کہ مرید کو دین اور دنیا میں خوشحال اور اس سے بے نیاز کر دیا ہے۔ اسے غم روزی سے آزادی دلاتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ اگر بندہ روحانی بیماریوں کا شکار ہو تو ان عوارض سے بھی انہیں بچاتا ہے۔ مرشد کامل ایسا ہوتا ہے کہ وہ اپنے مرید کی دنیا اور دین دونوں پر توجہ دیتا ہے سب سے پہلے وہ اللہ تعالیٰ کے طالب کو اس دنیا کے جھمیلوں' مزاحمتوں اور آلائشوں سے بچاتا ہے۔ مرشد کامل گو ظاہری اور جسمانی طور پر اپنے مرید اور طالب حق سے دور اور غیر مرئی ہوتا ہے لیکن اپنے مرشدانہ ہدایت کے باوصف کبھی مرید سے نہ تو دور ہوتا ہے اور نہ مرید کی نظروں سے اوجھل ہوتا ہے۔ وہ طالب حق کو جلد ہی معرفت سے ہمکنار کروا دیتا ہے۔ مرشد اپنے مرید کو محنتوں' مشقتوں' مراقبوں' چلوں اور مجاہدوں میں نہیں ڈالتا بلکہ اپنی نظر کرم سے تمام مراحل طے کرا

دیتا ہے اور طالب کو مغفرت الٰہی میں پہنچا دیتا ہے۔

مرید کے لئے مرشد کا تصور بحوالہ رشد و ہدایت' خدا شناس اور حق نماز ہی ہوتا ہے اس لئے مرید صادق رات دن تصور شیخ میں ہی رہتا ہے چونکہ مرشد کامل صاحب عین حیاتی ہوتا ہے اس لئے وہ فنا فی اللہ ہو کر بقاء باللہ کا اہل ہو جاتا ہے اور مرید کے روم روم میں اپنا بسیرا کرتا ہے اور یہی اس کی شان نرالی ہے۔

اظہارِ عقیدت پیرانِ پیر:

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ' پیرانِ پیر حضرت میراں محی الدین شیخ سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اپنی عقیدت کا اظہار یوں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پیرانِ پیر رحمۃ اللہ علیہ کو خاص الخاص عزت عطا کی ہے اور پیرانِ پیر رحمۃ اللہ علیہ' اللہ تعالیٰ کے انتہائی قریب و عزیز ہیں اس لئے میں بھی دوسروں کی طرف یہ آس لگائے بیٹھا ہوں کہ مجھ بے انتہا گنہگار اور پاپی شخص پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نظر کرم فرما دیں گے جس طرح کہ لاکھوں لوگ بلا مانگے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے در سے خیر پاتے ہیں۔ دین اور دنیا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں میں ہی اللہ عزوجل نے دے رکھی ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ روکنے والا کوئی بھی نہیں ہے۔ مراد یہ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تصرف بے پناہ ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چوروں کو قطب بنا دیا ہے۔ میں بھی گنہگار چور ہوں اور میرے اوپر نظر رحمت فرما دیں۔

اتباعِ سنت سے روگردانی:

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ سے اتباع سنت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جن لوگوں نے ظاہری شرع یعنی راہ صراط مستقیم پر چلنا چھوڑ دیا اور اتباعِ سنت سے روگردانی کی تو ان کہ نہ تو کوئی منزل ہے اور نہ ہی وہ سچے عاشق اور محبت الٰہی ہیں کیونکہ جس طرح کلر زدہ زمین پر کبھی بھی کوئی پودا نہیں اگا کرتا اسی طرح شرع ظاہری پر عمل کئے بغیر شرع حقیقت ہاتھ نہیں آتی بلکہ ذلت و خواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جب تک

انسان شرع ظاہری کا دامن نہیں تھامے گا اور اتباع سنت رسول اللہ ﷺ نہیں کرے گا تب تک وہ روزِ محشر شفاعت رسول اللہ ﷺ کا حقدار نہیں بنے گا اور نہ ہی اسے بخشش کا وسیلہ اور سہارا ملے گا۔

عشق الٰہی میں قوتِ برداشت:

عشق کی منازل طے کرنا آسان کام نہیں ہے اس کیلئے بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے تب ہی جا کر عاشق منزل مقصود پر پہنچ کر اس کا اجر پاتا ہے۔ عشق میں اگر صبر و تحمل، قوت برداشت نہ ہو تو اس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور زندگی بے معنی ہو جاتی ہے۔ عشق الٰہی کی تپش جب دل کے اندر اپنی تپش سے سوز زیادہ کرتی ہے تو عاشق کا دل پگھل کر موم کی مانند ہو جاتا ہے اور اس کی طبع موم کی مانند حلیم اور متواضع بن جاتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہو اور دل کے اندر سچائی کی بجائے خود غرضی پیدا ہو جائے تو ایسے عاشق کا دل پتھر کا پتھر ہی رہ جاتا ہے اور پھر ایسا عاشق، عاشق کہلوانے کے لائق نہیں رہتا۔

فرمودات:

- فقیر وہ ہے جس کو فقر سے انس ہو جس طرح غنی کو فقر سے نفرت ہو۔
- دل کی زندگی محبت ہے جس دل میں محبت کی آگ نہ ہو وہ دل زندہ نہیں۔
- جو کسی کے احسان کا شکر یہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ عزوجل کا شکریہ بھی ادا نہیں کر پاتا۔
- تصوف ایک دریا کی مانند ہے اور مرشد کامل ملاح ہے۔ ملاح کے بغیر کشتی میں بیٹھ کر دریائے وحدت کے پار نہیں اُترا جا سکتا۔
- جو تلاش کرتا ہے وہی حاصل کرتا ہے۔
- عشق کی آگ میں تلے ہوؤں کا رنگ درد کے ہاتھوں ہمیشہ زرد ہوتا ہے۔
- اگر بحر وحدت پار کرنا چاہتے ہو تو رحمت الٰہی کے اُمیدوار بنو۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

امام الوقت، قطب دوراں، مجدد وقت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار نابغہ روزگار اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ظاہری و باطنی علوم پر کمال درجہ حاصل تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اڑتیس (۳۸) سے زیادہ علوم پر مہارت رکھتے تھے اور لوگ دور دور سے اپنے شرعی و فقہی مسائل کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پچاس سے زیادہ علوم پر تصانیف فرمائی ہیں اور یہ کتب اپنے موضوعات کے اعتبار سے ایک سند کا درجہ رکھتی ہیں۔

کمال ایجاد اور وہبی علوم:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے مردہ فنون مثلاً علم جفر، تکسیر، ہیئت اور نجوم کو نئی زندگی عطا کی۔ علم توقیت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کمال ایجاد کے درجہ پر تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آٹھ برس کی عمر میں فن تجوید کی مشہور کتاب ہدایۃ النحو پڑھی اور خداداد علم کے زور پر اسی ننھی عمر میں ہی ہدایۃ النحو کی شرح عربی زبان میں لکھ ڈالی۔ اس طرح دیگر علوم میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کم عمری میں ہی کمال حاصل کر لیا تھا۔

سیرتِ مبارکہ:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بچپن ہی سے تقویٰ، طہارت، اتباع سنت، پاکیزہ اخلاق اور حسن و سیرت کے اوصاف سے مزین ہو چکے تھے۔ ساڑھے تین برس کی عمر میں صرف ایک نیچا کرتہ پہنے ہوئے باہر سے دولت خانہ کی جانب تشریف لے جا رہے تھے کہ سڑک پر ایک گاڑی میں کچھ طوائفیں بیٹھی ہوئیں کسی رئیس کی تقریب میں گانے

بجانے کے لئے جارہی تھیں۔ اُن کا سامنا ہوتے ہی فوراً آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کرتے کا دامن اٹھا کر آنکھوں پر رکھ لیا۔

یہ واقعہ دیکھ کر وہ طوائفیں ہنسنے لگیں اور پھر ان میں سے ایک بولی۔ واہ میاں صاحب! آنکھوں کو چھپالیا اور ستر کھول دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے برجستہ جواب دیا!

''جب نظر بہکتی ہے تب دل بہکتا ہے اور جب دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے۔''

یہ جواب سن کر وہ سب سکتہ کے عالم میں ہو گئیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۸۶ ہجری بمطابق ۱۸۶۹ عیسوی میں جب کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک تیرہ برس دس ماہ تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک جلیل القدر عالم عظیم بن چکے تھے۔ اُس وقت سے لے کر صفر ۱۳۴۰ ہجری تک یعنی چون برس تک آپ رحمۃ اللہ علیہ مسلسل دینی علمی خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ظاہر و باطن یکساں تھا۔ جو کچھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں ہوتا تھا وہی کچھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک پر ہوتا تھا اور ویسا ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عمل ہوتا تھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کوئی شخص کیسا ہی پیارا ہوتا لیکن خلاف شرح بات پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کبھی بھی اس کی کوئی رعایت نہ کرتے اور صاف صاف الفاظ میں اس کو ٹوک دیتے۔ جس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کفار ملحدوں مرتدوں اور بے دینوں کے ساتھ سخت تھے۔ ویسے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ سنی مسلمانوں اور علمائے حق کے لئے اَبر کرم تھے۔ جب کبھی کسی سنی عالم سے ملاقات ہوتی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ کی رونق دیدنی ہوتی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دل باغ باغ ہو جاتا اور اُس کی ایسی عزت وقدر کرتے جس کے لائق وہ اپنے آپ کو نہ سمجھتا۔

جب کوئی حاجی بیت اللہ شریف کا حج کر کے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو اس سے پہلا سوال یہی کیا کرتے کہ کیا حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دی؟ اگر جواب ہاں میں ہوتا تو فوراً اس کے قدم چوم لیتے اور اگر جواب ناں میں ہوتا تو پھر

اس کی جانب بالکل توجہ نہ فرماتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے درِ اقدس سے کبھی کوئی سائل خالی نہ لوٹتا۔ بیوگان کی امداد اور ضرورتمندوں کی حاجت روائی کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ماہانہ وظائف مقرر کر رکھے تھے اور ایسا صرف مقامی لوگوں کی جانب نہ تھا بلکہ بیرون بریلی بھی باقاعدگی سے منی آرڈر ارسال فرمایا کرتے تھے۔

معمولاتِ زندگی:

آپ رحمۃ اللہ علیہ ہفتہ میں دو بار جمعہ اور منگل کو لباس تبدیل کیا کرتے تھے۔ البتہ عید الفطر، عید الضحیٰ یا عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روز نیا لباس زیب تن فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بشکل نام اقدس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سویا کرتے تھے۔ اس طرح دونوں ہاتھ ملا کر سر کے نیچے رکھتے اور پاؤں سمیٹ لیتے۔ جس سے سر میم، کہنیاں ح، کمر میم، پاؤں دال بن کر گویا نام پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشہ بن جاتا تھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کتب احادیث پر دوسری کتب بالکل نہ رکھتے تھے۔ جب حدیث شریف کی ترجمانی فرما رہے ہوتے اور اگر درمیان میں کوئی شخص آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات کاٹتا تو سخت کبیدہ خاطر اور ناراض ہوتے۔ مجلس میلاد شریف میں ذکر ولادت شریف کے وقت الصلوٰۃ والسلام پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے اور باقی وقت شروع سے لے کر آخر تک اودبا دوزانو بیٹھے رہتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہنسنے میں کبھی ٹھٹھا نہ لگاتے تھے۔ جماہی آنے پر دانتوں میں انگلی دبا لیتے تھے۔ جس کی وجہ سے کوئی آواز نہ ہوتی۔ قبلہ کی جانب منہ کر کے کبھی بھی نہ تھوکتے تھے۔ نہ قبلہ کی طرف پاؤں پھیلاتے تھے۔ بغیر صوف پڑی دوات سے نفرت کرتے اور اسی طرح لوہے کی قلم سے بھی پرہیز کرتے تھے۔ خط بنواتے وقت اپنا کنگھا اور شیشہ استعمال فرماتے تھے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ خلوت نشینی بوقت تصنیف و تالیف کتب بینی، فتویٰ نویسی اور اوراد و اشغال کے وقت اختیار کرتے۔ پانچوں نمازوں کے وقت

مسجد میں حاضر ہوتے اور ہمیشہ نماز باجماعت ادا فرماتے۔ گو کہ بے حد حار مزاج تھے مگر شدید گرمی میں بھی ہمیشہ عمامہ اور انگرکھا کے ساتھ نماز ادا کرتے۔ خصوصاً فرض نماز کبھی بھی ٹوپی اور کرتے کے بغیر ادا نہیں کی۔ اکثر گھر سے ہی وضو کر کے مسجد میں تشریف لے جاتے اور اگر کبھی مسجد میں وضو کرنا پڑتا تو مٹی کے لوٹے سے اتر جانب کی فصیل پر بیٹھ کر وضو فرماتے۔ غسل اور وضو میں خصوصی احتیاط برتتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وضو کے لئے عموماً دو لوٹے پانی رکھا جاتا۔ نماز سے فارغ ہو کر گھر واپس تشریف لے جاتے تھے لیکن عصر کی نماز پڑھ کر پھاٹک میں چارپائی پر تشریف رکھتے اور چاروں طرف کرسیاں بچھا دی جاتیں۔ زیارت کا اشتیاق رکھنے والے حضرت کرسیوں پر بیٹھتے اور اپنی حاجتیں پیش کرتے۔ ان کی حاجتیں پوری کی جاتیں اور اگر کسی شخص کو کوئی شے دیتے اور وہ بایاں ہاتھ آگے بڑھاتا تو فوراً اپنا ہاتھ روک لیتے اور فرماتے کہ دائیں ہاتھ میں لو بائیں ہاتھ میں شیطان لیتا ہے۔ اسی طرح تحریر میں بھی دائیں جانب سے ابتداء کرتے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات مبارکہ الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کی زندہ تصویر تھی۔ اللہ عزوجل اور حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے والوں کو اپنا عزیز جانتے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کو اپنا دشمن جانتے تھے۔ مخالف سے کبھی بھی کج خلقی سے پیش نہ آتے تھے۔

خوش اخلاقی کا یہ عالم تھا کہ جس سے ایک مرتبہ کلام کرتے اس کے دل کو گرویدہ بنا لیتے۔ کبھی دشمن سے سخت کلامی نہ فرماتے اور ہمیشہ حلم سے کام لیتے۔ لیکن دین کے معاملے میں کبھی نرمی نہ فرماتے تھے۔

بیعت وخلافت:

اعلیٰ حضرت حضرت مولانا احمد رضا خان بریلی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ماجد حضرت مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ مارہرہ شریف حاضر ہوئے اور حضور پُرنور سیّد شاہ آلِ رسول احمدی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر ۱۲۹۴ ہجری بمطابق ۱۸۷۷ عیسوی میں سلسلہ

عالیہ قادریہ برکاتیہ میں بیعت ہوئے۔ بیعت کے فوراً بعد ہی مرشد پاک نے آپ دونوں حضرات کو خلافت نامہ عطا فرما کر خرقہ مقدسہ سے بھی سرفراز فرمایا۔

حضرت مولانا سیّد ابوالحسن نوری عرف میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیّد آلِ رسول رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضور! آپ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں تو طویل بامشقت ومجاہدات و ریاضات کے بعد خلافت و اجازت دی جاتی ہے تو پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ ان دونوں حضرات کو بیعت کرتے ہی خلافت بھی دے دی گئی ہے؟

سیّد آلِ رسول رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میاں صاحب اور لوگ زنگ آلود اور میلا کچیلا دل لے کر آتے ہیں۔ اس کی صفائی کے لئے اور پاکیزگی کے لئے مجاہدات' طویل ریاضات شاقہ کی ضرورت پڑتی ہے اور یہ دونوں حضرات صاف ستھرا اور پاکیزہ دل لے کر ہمارے پاس آئے ہیں ان کو صرف اتصال نسبت کی ضرورت تھی اور وہ مرید ہوتے ہی ان کو حاصل ہوگئی۔

مجھے اس بات کی بہت فکر رہتی تھی کہ جب قیامت کے روز اللہ عزوجل فرمائے گا کہ اے آل رسول! تو میرے لئے کیا لایا ہے تو میں بارگاہ الٰہی میں کون سی شے پیش کروں گا۔ لیکن آج میری وہ فکر دور ہوگئی ہے کیونکہ جب اللہ عزوجل پوچھے گا کہ آل رسول تو میرے لئے کیا لایا ہے تو میں عرض کروں گا کہ

''الٰہی! میں تیرے لئے احمد رضا لایا ہوں۔''

شریعت اور طریقت:

جب ملحدین' فاسقین اور نام نہاد صوفیوں نے جھوٹی طریقت کی آڑ میں شریعت محمدیہ ﷺ پر حملے کرنے شروع کئے اور شریعت کو طریقت کا مخالف بنانے لگے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی شدت سے مخالفت کی اور اس مسئلے کی تمام جزئیات وتفصیلات کو اپنی کتاب ''مقال العرفا'' میں قرآن وحدیث واقوال علماء صلی باطن سے ثابت کیا کہ شریعت اصل ہے اور طریقت اس کی فرع۔ شریعت منبع ہے اور طریقت اس کے نکلا ہوا دریا۔ طریقت کی

جدائی شریعت سے محال و دشوار ہے۔ شریعت ہی پر طریقت کا دارومدار ہے۔ شریعت ہی اصل کار اور محک و معیار ہے۔ شریعت ہی وہ راہ ہے جس سے وصول الی اللہ ہے۔ اس کے سوا آدمی جو راہ بھی چلے گا اللہ عزوجل کی راہ سے دور پڑے گا۔ طریقت اس راہ روشن کا ٹکڑا ہے۔ اس کا اس سے جدا ہونا محال و ناسزا ہے۔ طریقت میں جو کچھ منکشف ہوتا ہے شریعت مطہرہ ہی کے اتباع کا صدقہ ہے۔ جس حقیقت کو شریعت رد فرمائے وہ حقیقت نہیں بے دینی اور زندقہ ہے۔

وصال مبارک:

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۵ صفر ۱۳۴۰ ہجری بمطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ عیسوی کو جمعۃ المبارک کے دن دو بج کر ۳۸ منٹ پر عین آذان جمعہ میں حی الفلاح کی پکار پر جان جاناں سپرد آفرین کی۔

بقول حضرت مولانا حسنین رحمۃ اللہ علیہ! اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت نامہ تحریر فرمایا اور پھر خود اس پر عمل کروایا۔ وصال شریف کے تمام کام گھڑی دیکھ کر ٹھیک وقت پر ارشاد ہوتے رہے اور جب دو بجنے میں چار منٹ رہ گئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وقت پوچھا۔ عرض کیا گیا کہ اس وقت ایک بج کر چھپن منٹ ہوئے ہیں۔ فرمایا گھڑی کھلی سامنے رکھ دو۔ پھر حضرت مولانا محمد حامد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے ارشاد فرمایا کہ وضو کرواؤ اور قرآن عظیم لاؤ۔ پھر مصطفیٰ رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ سورۂ یٰسین اور سورۂ الرعد کی تلاوت کرو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حسب ارشاد دونوں سورتیں تلاوت کی گئیں۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے موجود حضرات کے سلام کا جواب دیا۔

بوقت وصال آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک کلفت مسرت تھی۔ غسل شریف میں علمائے عظام سادات عظام اور حفاظ عالی مقام شریک ہوئے۔ سیّد اظہر علی صاحب نے لحد کھودی۔ حسب وصیت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ نے غسل دیا اور جناب حافظ امیر حسن صاحب مراد آبادی نے مدد دی۔

حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا سیّد نعیم الدین مراد آبادی نے کفن شریف بچھایا۔ غسل و تکفین کے بعد عورتوں کو زیارت کا موقع دیا گیا۔ جنازہ اٹھایا گیا جو ہمہ وقت کم از کم بیس کاندھوں پر رہا۔ پھر جامع عیدگاہ تک جنازے کو لایا گیا اور وہاں نماز جنازہ پڑھائی گئی اور پھر عیدگاہ سے جنازہ شہر بریلی شریف محلہ سوداگران میں دارالعلوم منظر الاسلام کے شمالی جانب ایک پیکر وجلال و ہیبت بلند عمارت کے اندر لایا گیا اور دفن کیا گیا۔

فرمودات:

- متکبر شخص کے ساتھ قیام و طعام سے پرہیز کرو اس سے ایمان میں خلل واقع ہوتا ہے۔
- متقی مزدور اللہ تعالیٰ کے نزدیک فاسق حکمران سے زیادہ عزت دار ہے۔
- جو خدا سے ڈرنے والا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عزت والا ہے۔
- غریب اور مسکین آدمی اُس شخص سے بہتر ہے جو بدکار اور ریاکار ہے۔
- طلب صادق ہو تو راہِ حق کے دروازے خود بخود کھل جاتے ہیں اور منزلِ مقصود سامنے آجاتی ہے۔

کتابیات

۱۔ کشف المحجوب از حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ فتوح الغیوب از حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ تذکرہ اولیائے پاکستان از علامہ عالم فقری

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر از محمد کاشف قادری

۵۔ مشائخ قادریہ لاہور مورخ لاہور جناب محمد دین کلیم قادری

۶۔ اقوال اولیاء کا انسائیکلوپیڈیا از علامہ فقیر محمد جاوید قادری رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ تذکرہ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ از علامہ فقیر محمد جاوید قادری رحمۃ اللہ علیہ

ہماری چند دیگر مطبوعات
160
اکبر بک سیلرز
ناشر
Ph: 042 - 7352022
Mob: 0300-4477371
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور